* انسانیت نمبر

۲۳ و ۳۰ فتح (دسمبر) ۱۳۷۲ ہش / ۱۹۹۳ء

جلد : ۴۲ شمارہ : ۵۱، ۵۲

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516.

"اللہ کی محبت کے ساتھ بنی نوعِ انسان کے حقوق کا تصوّر پیدا کریں۔
اُن کا پیار دلوں میں پیدا کریں اور ظلم و سفاکی کو دُنیا سے مٹانے
کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔" *****

اقتباس از خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ۔ فرمودہ یکم جنوری ۱۹۹۳ء

کرناٹک کے اضلاع لاتور اور عثمان آباد میں آمدہ حالیہ خوفناک زلزلہ سے متاثرہ انسانوں کے لئے جماعتِ احمدیہ کی طرف سے ڈیڑھ لاکھ روپے کا عطیہ وزیر اعظم ہند جناب پی۔ وی۔ نرسمہا راؤ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

مدراس میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے ۷ ؍ نومبر ۱۹۹۳ء کو منعقدہ جلسہ یوم انسانیت پر سابق صدر جمہوریہ ہند جناب آر۔ وینکٹارمن اپنے خیالات کا اظہار فرمارہے ہیں۔ اِس موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ نے موصوف اور دیگر مذاہب کے سکالرز کی خدمت میں قرآنِ مجید کا تحفہ بھی پیش کیا۔

محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس مبلّغ سلسلہ بنگال و آسام کلکتہ مشن ہاؤس میں بنگلہ دیش کے ممبر پارلیمنٹ (بائیں) پروفیسر معین الحق صاحب سے تبلیغی گفتگو فرمارہے ہیں۔

نوبیل انعام یافتہ مدر ٹریسا کی خدمت میں اسلامی لٹریچر کی پیشکش ــــــ !!

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۳-۳۰ فتح ۱۳۷۲ ہش

محبّت کا بھوکا انسان!

کیا اس دُنیا میں انسان نام کے ہر وجود کے لئے کوئی نہ کوئی ایسی جگہ ہے جسے وہ اپنا وطن کہہ سکے، اپنا گھر کہہ سکے۔ ایک محفوظ و مضبوط گھر۔ اشیائے ضروریہ سے آراستہ گھر۔ جہاں وہ در بدر کی ٹھوکریں کھانے اور دوسروں کے رحم و کرم پر پناہ گزینوں کی طرح رہنے کی بجائے آرام و سکون سے رہ سکے۔ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب آج اس سطحِ ارض کے کروڑوں معصوم و مظلوم انسان دُنیا کے ہر اُس انسان سے چاہتے ہیں جسے یہ نعمتیں میسّر ہیں ——— جی ہاں! وہ مظلوم انسان جن کے چہرے مرجھائے ہوئے ہیں اور جو زندگی کی اُمیدوں، امنگوں اور ولولوں سے محروم ہیں۔ ایسے انسان ایشیا کے مختلف خطّوں میں، افریقہ کے غریب علاقوں میں یہاں تک کہ یورپ کے ترقی یافتہ ممالک میں بھی ہیں۔ جو کہیں تو عارضی خیموں میں پڑے ہیں اور کہیں صرف خداوندِ عالم کی نیلی چھت کے نیچے اپنی معصوم عورتوں اور بچوں کے ساتھ غربت و افلاس اور تباہی و بیماری سے بھرپور ناچار اور مجبور زندگی کے بوجھل دن گزار رہے ہیں۔ سوال صرف ان کی باعزت رہائش اور وطن کی فراہمی کا ہی نہیں بلکہ ایسا وطن جس کے سبزہ زار بھوک، پیاس، بیماری و جہالت اور فساد کے نذر نہ ہو گئے ہوں۔ جہاں بھوک ستاتی نہ ہو، غریب کی اُمیدیں اور اُمنگیں مرجھاتی نہ ہوں۔ اور جہاں بیماری، جہالت اور آئے دن کے فساد انسانی چہروں کو پژمردہ نہ کرتے ہوں۔ بلکہ وہاں ہر طرف پیار و محبت اور اطمینان و راحت کے پھول کھِلتے ہوں۔

کاش یہ دُنیا ہمارے رِشیوں، مُنیوں، نبیوں اور پیغمبروں کی وہ جنّت بن جائے جس کا خواب خدا کے ہر فرستادے نے دیکھا تھا اور جن نیک آدرشوں کو لے کر وہ خدا کی اِس سرزمین پر مبعوث ہوئے تھے۔ لیکن بُرا ہو شیطانی طاقتوں کا، مفاد پرست قوّتوں کا اور متعصب و تنگ نظر انسانوں کا کہ انہوں نے انسان اور انسانیت کی خدمت کو مذاہب کی دیواروں میں قید کر دیا۔ رنگ و نسل اور طبقات و قوم کے اعتبار سے انسان کو انسان سے جُدا کر دیا۔ اِس طرزِ فکر کا یہ منحوس نتیجہ نکلا ہے کہ آج کچھ انسان تو آرام و آسائش سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور کچھ بھوک و افلاس اور جہالت کی خوفناک اور بے رحم موجوں سے نبردِ آزما ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ان مشکلات کے حل کے لئے نہایت غور و فکر اور محنت سے جس بین الاقوامی ادارہ کی تشکیل دی گئی تھی آج اس کی باگ ڈور بھی ایسے انسانوں کے ہاتھ میں ہے جو انسانوں کو مذہب و قومیت، رنگ و نسل اور کم و زیادہ منافع کے ترازو پر تولتے ہیں۔ جہاں عراق و کویت کے لئے کچھ اَور پیمانہ ہے، بوسنیا کے مُسلمانوں کے لئے کچھ اَور، دُنیا کی دیگر قوموں کے لئے کچھ اَور۔

بالآخر اس بدقسمتی کا حل کیا ہے؟ کوئی مانے یا نہ مانے ہم بار بار یہی کہیں گے کہ اِس بدقسمتی کا حل صرف اور صرف مذہب اِسلام کے پاس ہے۔ لیکن اُس اسلام کے پاس نہیں جسے آج مختلف شکلوں اور زاویوں سے دُنیا کے مختلف اسلامی ممالک یا فرقہ ہائے اسلامیہ کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس کا حل صرف اور صرف اُس اسلام میں ہے جو قرآنِ مجید اور سُنّتِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی شکل میں ہمارے سامنے ہے اور جس کی صحیح تفسیر الہامِ الٰہی کی روشنی میں اس زمانے کے مامور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام نے ہمارے سامنے رکھی ہے اور جس کو عملی شکل میں خلفائے احمدیت ہمارے سامنے پیش فرما رہے ہیں۔ وہ خلفائے احمدیت جن کی رُوحانی نظر انسان کو مُسلمان، یہودی، عیسائی اور ہندو کی شکل سے نہیں دیکھتی۔ جن کے نزدیک افریقہ کے کالے لوگوں کے حقوق یورپ کے گوروں کے مقابل پر کسی طرح کم نہیں، جو محدود وسائل کے باوجود ہر ایک کے مسائل انصاف و تقویٰ کی روشنی میں حل کرتے ہیں۔ اور جو نہ تو دھرم یُدھ کے نام پر انسانوں کا خون بہاتے ہیں اور نہ ہی جہاد کی مقدس اِصطلاح کو مفاد پرستی کی خاطر استعمال کرتے ہیں۔ وہ تو ظلم و سِتم کا قلع قمع کر کے گلدستۂ دنیا میں محبت و پیار کے حسین و خوشبودار پھول لگانا چاہتے ہیں۔

اسّی سال سے زائد عرصہ سے خلفائے احمدیت انسانیت کی خاموش اور پُر اثر خدمت بجا لا رہے ہیں۔ اور اب اس خدمت کے دائرہ کو وسیع کرنے کے لئے، احمدیوں میں پہلے سے زیادہ جوش پیدا کرنے کے لئے اور دیگر بھائیوں کو بھی اسی نیک کام میں شامل کرنے کے لئے امیر المؤمنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال ۱۹۹۳ء کو بالخصوص انسانیت کے سال کے طور پر منانے کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ جماعتِ احمدیہ عالمگیر نے دُنیا کے ۱۳۵ ممالک میں اس سال کو حسبِ توفیق نہایت شان و وقار کے ساتھ انسانیت کے سال کے طور پر زینت بخشی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ جماعتِ احمدیہ کی جانب سے منعقدہ انسانیت کے جلسوں میں دیگر فرقوں کے افراد کو شرکت کرنے اور اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع ملا۔ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے اخبارات و رسائل میں مضامین شائع کئے گئے۔ مختلف سربراہانِ مملکت کو مل کر اور خطوط کے ذریعہ محروم و مظلوم اِنسانوں کے حقوق دینے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ عملی خدمت کے طور پر بوسنیا کے مظلومین، صومالیہ کے مظلومین، زلزلہ و سیلاب زدگان اور دیگر آفاتِ قدرتی و غیر قدرتی سے متاثرہ افراد شامل ہیں۔ جنہیں زندگی کی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ سر چھپانے کے لئے حسبِ توفیق مکانات بھی بنوا کر دیئے گئے۔ ان میں بھاگلپور کے متاثرہ اِنسان بھی شامل ہیں۔ جو طاہر نگر اور کرشن نگر کالونیوں میں رہائش پذیر ہیں۔ اور اُن میں بمبئی کے فساد زدگان بھی شامل ہیں۔ دُنیا بھر میں پھیلی ہوئی یہ تمام خدمات اس قدر تفصیلی ہیں کہ اس مختصر گفتگو میں ان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔

سال کے دوران ادارہ بدر نے بھی کوشش کی ہے کہ حضرت امیر المؤمنین کے ارشاد پر اس سال اپنے شماروں میں انسانوں کے حقوق کے متعلق مضامین شائع کرے۔ چنانچہ سیرۃ النبیؐ نمبر، مسیح موعودؑ نمبر خلافت نمبر وغیرہ میں ایسے مضامین کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اور اب یہ خصوصی شمارہ انسانیت نمبر کے طور پر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس میں مختلف مضامین اور فوٹوز کی شکل میں جماعتِ احمدیہ کی اِنسانی خدمات کی ایک جھلک پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ہماری دُعا ہے کہ خداوندِ کریم دُنیا کے تمام انسانوں کو خوش و خرّم رکھے اور انسان و انسانیت کی بقاء کے تعلق سے ہمارے پیارے اِمام کی کوششوں اور دُعاؤں کو اُمّیدوں سے بڑھ کر پھل لگائے۔

اَللّٰھُمَّ اٰمین۔

(مُنیر احمد خادم)

اخبارِ احمدیّہ

قادیان سے۔ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

قادیان میں جلسہ سالانہ کی تیاریاں جاری ہیں۔ مہمانانِ کرام تشریف لا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ میزبانوں اور مہمانوں کو جلسہ کی برکات سے حصہ عطا فرمائے اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی دُعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین۔

بنی نوعِ انسان کے حقوق اور قرآن و حدیث کی پاکیزہ تعلیمات

آیاتِ قرآنیہ

● — وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ (البقرہ : ۱۷۸)

ترجمہ :- لیکن کامل نیک وہ شخص ہے جو اللہ، روزِ آخرت، ملائکہ، (الٰہی) کتاب اور سب نبیوں پر ایمان لایا اور اُس (اللہ) کی محبت کی وجہ سے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کو اور سوالیوں کو نیز غلاموں (کی آزادی) کے لئے (اپنا) مال دیا۔ اور نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ کو ادا کیا اور اپنے عہد کو جب بھی (کوئی) عہد کر لیں پورا کرنے والے ہیں۔

● — فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ (آل عمران : ۱۶۰)

ترجمہ :- اور تو اس عظیم الشان رحمت کی وجہ سے (ہی) جو اللہ کی طرف سے (تجھے دی گئی) ہے ان کے لئے نرم واقع ہوا ہے اور اگر تو بد اخلاق اور سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے گرد سے تتر بتر ہو جاتے۔ پس تو انہیں معاف کر دے اور اُن کے لئے (خدا سے) بخشش مانگ۔ اور حکومت (کے معاملات) میں ان سے مشورہ لیا کر۔

● — وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا (النساء : ۳۷)

ترجمہ :- اور تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ (بہت) احسان (کرو) اور (نیز) رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور (اسی طرح) رشتہ دار ہمسایوں اور بے تعلق ہمسایوں اور پہلو (میں بیٹھنے) والے لوگوں اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو (ان کے ساتھ بھی) (اور) جو متکبر اور اترانے والے ہوں انہیں اللہ ہرگز پسند نہیں کرتا۔

● — اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ (النحل : ۹۱)

ترجمہ :- اللہ یقیناً عدل کا اور احسان کا اور (غیر رشتہ داروں کو بھی) قرابت والے (شخص) کی طرح (دینے اور اسی طرح مدد) دینے کا حکم دیتا ہے اور (ہر ایک قسم کی) بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے روکتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ۔

● — يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○ (الحجرات : ۱۴)

ترجمہ :- اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اللہ یقیناً بہت علم رکھنے والا (اور) بہت خبر رکھنے والا ہے۔

● — وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۣ (الحشر : ۱۰)

ترجمہ :- وہ باوجود خود بھوکے ہونے کے دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں۔

احادیثِ نبویہؐ

★ — عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ :- حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس شخص پر اللہ تعالیٰ رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

★ — عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِيْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالسَّاعِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَحْسَبُهٗ قَالَ كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ (متفق علیہ)

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیوہ عورتوں اور مسکینوں کی خبر گیری رکھنے والا اللہ کی راہ میں سعی کرنے والے کی مانند ہے اور میرا خیال ہے آپؐ نے فرمایا اُس قیام کرنے والے کی مانند ہے جو رات کو سستی نہیں کرتا اور روزہ رکھنے والے کی مانند ہے جو افطار نہیں کرتا۔

★ — عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اَتَاهُ السَّائِلُ اَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَا شَآءَ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ :- حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی سائل یا ضرورت مند آتا فرماتے سفارش کرو تاکہ تم کو اجر دیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے۔

★ — عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ لَا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم ایماندار نہیں ہوتا، اللہ کی قسم ایماندار نہیں ہوتا، اللہ کی قسم ایماندار نہیں ہوتا۔ کہا گیا اے اللہ کے رسول کون۔ فرمایا جس کا ہمسایہ اس کی بدیوں سے محفوظ نہیں ہے۔

★ — عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ثَلٰثًا قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ (رواہ مسلم)

ترجمہ :- حضرت تمیم داریؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا دین ہمدردی ہے۔ ہم بولے کس کی؟ فرمایا اللہ کے لئے اس کے رسول کے لئے اس کی کتاب کے لئے اور مسلمانوں کے ائمہ اور عام لوگوں کے لئے۔

★ — عَنْ اَنَسٍ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ۔ (بیہقی)

ترجمہ :- حضرت انسؓ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوق میں سے بہترین وہ ہے جو اس کے کنبہ سے احسان کرے۔

★ — عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَضٰى لِاَحَدٍ مِنْ اُمَّتِيْ حَاجَةً يُرِيْدُ اَنْ يَسُرَّهٗ بِهَا فَقَدْ سَرَّنِيْ وَمَنْ سَرَّنِيْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰهَ وَمَنْ سَرَّ اللّٰهَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ۔

ترجمہ :- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میری اُمت میں سے کسی شخص کی ضرورت پوری کی وہ اُسے خوش کرنا چاہتا ہے اُس نے مجھ کو خوش کیا۔ اور جس نے مجھ کو خوش کیا اُس نے اللہ کو خوش کیا۔ اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ اُس کو جنت میں داخل کرے گا۔

اِنسانی حقوق سے متعلق سرورِ کائنات حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کا)

عظیم تاریخی خطبہ حجۃ الوداع

"اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سُنو۔ کیونکہ مَیں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد کبھی بھی مَیں تم لوگوں کے درمیان اس میدان میں کھڑے ہوکر کوئی تقریر کروں گا۔ تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں کو خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے کے حملہ سے قیامت تک کے لئے محفوظ قرار دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر شخص کے لئے وراثت میں اُس کا حصہ مقرر کر دیا ہے۔ کوئی وصیت ایسی جائز نہیں جو دوسرے وارث کے حق کو نقصان پہنچائے۔ جو بچہ جس گھر میں پیدا ہو وہ اس کا سمجھا جائے گا۔ اور اگر کوئی بدکاری کی بناء پر اس بچہ کا دعویٰ کرے، گا تو وہ خود شرعی سزا کا مستحق ہوگا۔ جو شخص کسی کے باپ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے یا کسی کو جھوٹے طور پر اپنا آقا قرار دیتا ہے خدا اور اس کے فرشتوں اور بنی نوعِ انسان کی لعنت اُس پر ہے۔

اے لوگو! تمہارے کچھ حق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حق تم پر ہیں۔ اُن پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ عفّت کی زندگی بسر کریں۔ اور ایسی کمینگی کا طریق اختیار نہ کریں جس سے خاوندوں کی قوم میں بے عزّتی ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم (جیسا کہ قرآن کریم کی ہدایت ہے کہ باقاعدہ تحقیق اور عدالتی فیصلہ کے بعد ایسا کیا جا سکتا ہے) انہیں سزا دے سکتے ہو۔ مگر اس میں بھی سختی نہ کرنا۔ لیکن اگر وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرتیں جو خاندان اور خاوند کی عزت کو بٹہ لگانے والی ہو تو تمہارا کام ہے کہ تم اپنی حیثیت کے مطابق ان کی خوراک اور لباس وغیرہ کا انتظام کرو۔ اور یاد رکھو کہ ہمیشہ اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کی نگہداشت تمہارے سپرد کی ہے۔ عورت کمزور ہوتی ہے اور وہ اپنے حقوق کی خود حفاظت نہیں کر سکتی۔ تم نے جب ان کے ساتھ شادی کی تو خدا تعالیٰ کو ان کے حقوق کا ضامن بنایا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت تم ان کو اپنے گھروں میں لائے تھے۔ (پس خدا تعالیٰ کی ضمانت کی تحقیر نہ کرنا۔ اور عورتوں کے حقوق کے ادا کرنے کا ہمیشہ خیال رکھنا)

اَے لوگو! تمہارے ہاتھوں میں ابھی کچھ جنگی قیدی بھی باقی ہیں۔ مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اُن کو وہی کھلانا جو تم خود کھاتے ہو۔ اور اُن کو وہی پہنانا جو تم خود پہنتے ہو۔ اگر ان سے کوئی ایسا قصور ہو جائے جو تم معاف نہیں کر سکتے تو ان کو کسی اَور کے پاس فروخت کر دو کیونکہ وہ خدا کے بندے ہیں اور ان کو تکلیف دینا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ اَے لوگو جو کچھ مَیں تم سے کہتا ہوں سُنو اور اچھی طرح اس کو یاد رکھو۔ .... تم سب ایک ہی درجہ کے ہو۔ تم تمام انسان خواہ کسی قوم اور حیثیت کے ہو انسان ہونے کے لحاظ سے ایک درجہ رکھتے ہو۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں مِلا دیں اور کہا جس طرح دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں آپس میں برابر ہیں اسی طرح تم بنی نوعِ انسان آپس میں برابر ہو۔ تمہیں ایک دوسرے پر فضیلت اور درجہ ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ تم آپس میں بھائیوں کی طرح ہو۔ پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے آج کونسا مہینہ ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ علاقہ کونسا ہے؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ دن کونسا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں یہ مقدس مہینہ ہے، یہ مقدس علاقہ ہے، اور یہ حج کا دن ہے۔ ہر جواب پر رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس طرح یہ مہینہ مقدس ہے جس طرح یہ علاقہ مقدس ہے جس طرح یہ دن مقدس ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان اور اس کے مال کو مقدس قرار دیا ہے۔ اور کسی کی جان اور کسی کے مال پر حملہ کرنا ایسا ہی ناجائز ہے جیسے کہ اس مہینے اس علاقہ اور اس دن کی ہتک کرنا۔ یہ حکم آج کے لئے نہیں، کل کے لئے نہیں بلکہ اس دن تک کے لئے ہے کہ تم خدا سے جاکر ملو۔ پھر فرمایا، یہ باتیں جو مَیں تم سے آج کہتا ہوں، ان کو دُنیا کے کناروں تک پہنچا دو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جو لوگ آج مجھ سے سن رہے ہیں ان کی نسبت وہ لوگ ان پر زیادہ عمل کریں جو مجھ سے نہیں سُن رہے"۔

(نبیوں کا سردار۔ مؤلفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ صفحہ ۳۰۵)

تیرے بندے اَے خُدا دُنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں!

از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضؓ

مر رہا ہے بھوک کی شدت سے بیچارہ غریب　　ڈھانکنے کو تن کے گاڑھا تک نہیں اُس کو نصیب
کھاتے ہیں زردہ پلاؤ قورما و شیرمال　　مخملی دوشالے اوڑھے پھرتے ہیں اُس کے رقیب
تیرے بندے اَے خُدا دُنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

اصطبل میں گھوڑے ہیں بھینسیں بھی ہیں کچھ شیر دار　　سبزے کی کثرت سے گھر بھی بن رہا ہے مرغزار
لب پہ اُنکے قہقہے ہیں اُنکی آنکھوں میں بہار　　رُوحِ انسانی ہے پُر خاموش بیٹھی سوگوار
تیرے بندے اَے خُدا دُنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

جب وبا آئے تو پہلے اس سے مرتے ہیں غریب　　مالداروں کو مگر لگتے ہیں ٹیکے، ہے عجیب
موت جس کے پاس ہے ہے وہ تو محرومِ دوا　　اور جو محفوظ ہیں اُن کو دوائیں ہیں نصیب
تیرے بندے اے خُدا دُنیا میں کچھ ایسے بھی ہیں

اِنسانیت کے بے پناہ محبت و عظمت کا آئینہ دار

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا عظیم سلوگن

سیّدنا حضرت اقدس مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں محبت و پیار اور امن و دوستی کے پھول کھلانے اور انسانوں کو اتحاد و یگانگت کے ہار میں پرونے کے لئے درجِ ذیل سلوگن دیا جو آپ کے عظیم دورِ خلافت کے سترہ سالوں میں دُنیائے انسانیت کو جگمگاتا رہا۔

"محبت سب کے لئے۔ نفرت کسی سے نہیں"۔

"LOVE FOR ALL,
HATRED FOR NONE."

میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر!

خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ وہ کوئی ہو ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اور

میں کبھی ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

"انسان اصل میں اُنس سے لیا گیا ہے۔ یعنی جس میں دو حقیقی اُنس ہوں۔ ایک اللہ تعالیٰ سے اور دوسرا بنی نوع کی ہمدردی سے۔ جب یہ دونوں اُنس اس میں پیدا ہو جاویں اُس وقت انسان کہلاتا ہے اور یہی وہ بات ہے جو انسان کا مغز کہلاتی ہے اور اسی مقام پر انسان اولوالالباب کہلاتا ہے۔ جب تک یہ نہیں کچھ بھی نہیں۔ ہزار دعویٰ کرو دکھاؤ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک، اس کے نبی اور فرشتوں کے نزدیک ہیچ ہے۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۹۸)

"ہماری تعلیم تو یہ ہے کہ سب سے نیک سلوک کرو۔ حکام کی سچی اطاعت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ حفاظت کرتے ہیں، جان اور مال ان کے ذریعہ امن میں ہیں۔ اور برادری کے ساتھ بھی نیک سلوک اور برتاؤ کرنا چاہیئے کیونکہ برادری کے بھی حقوق ہیں۔ البتہ جو متقی نہیں اور بدعات و شرک میں گرفتار ہیں اور ہمارے مخالف ہیں اُن کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ تاہم اُن سے نیک سلوک ضرور کرنا چاہیئے۔ ہمارا اصول تو یہ ہے کہ ہر ایک سے نیکی کرو۔ جو دنیا میں کسی سے نیکی نہیں کر سکتا وہ آخرت میں کیا اجر لے گا۔ اس لئے سب کے لئے نیک اندیش ہونا چاہیئے۔ ہاں مذہبی اُمور میں اپنے آپ کو بچانا چاہیئے جس طرح پر طبیب ہر مریض کی خواہ ہندو ہو یا عیسائی یا کوئی ہو سب کی تشخیص اور علاج کرتا ہے۔ اسی طرح پر نیکی کرنے میں عام اصولوں کو مدِّنظر رکھنا چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۳۲۰)

"حقوق بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد۔ اور حقوقِ عباد بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو دینی بھائی ہو گئے ہیں خواہ وہ بھائی ہے یا باپ ہے یا بیٹا مگر ان سب میں ایک دینی اخوت ہے اور ایک عام بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اس کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرضِ ذاتی پر مبنی نہ ہو بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اس کی عبادت کی جاوے۔ اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہیئے کوئی فرق نہ آوے۔ اس لئے ان حقوق میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہیئے۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ میں اللہ تعالیٰ نے کوئی قید نہیں لگائی کہ دشمن کے لئے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا۔ بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے لئے دعا کرنا یہ بھی سنتِ نبوی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی سے مسلمان ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے اکثر دعا کیا کرتے تھے۔ اس لئے بخل کے ساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور حقیقۃً موذی نہیں ہونا چاہیئے۔ شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔ ایک بھی ایسا نہیں۔ اور یہی میں تمہیں کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں۔"

(الحکم جلد ۲ ۱۷ اگست ۱۹۰۲ء)

"اخلاقِ فاضلہ اسی کا نام ہے بغیر کسی عوض معاوضہ کے خیال سے نوعِ انسان سے نیکی کی جاوے اسی کا نام انسانیت ہے۔ ادنیٰ صفت انسان کی یہ ہے کہ بدی کا مقابلہ کرنے یا بدی سے درگذر کرنے کی بجائے بدی کرنے والے سے انتہائی نیکی کی جاوے۔ یہ صفت انبیاء کی ہے۔ اور پھر انبیاء کی صحبت میں رہنے والے لوگوں کی ہے۔ اور اس کا اکمل نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ خدا تعالیٰ ہرگز ضائع نہیں کرتا ان دلوں کو کہ ان میں ہمدردی بنی نوع ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۲۹)

"میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنالی جاوے۔" (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۱۶۴)

"ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہیئے کہ وہ کہاں تک ان اُمور کی پروا کرتا ہے اور کہاں تک وہ اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے۔ اس کا بڑا بھاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے ...... پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے ...... خدا تعالیٰ کسی کے ادنیٰ فعلِ اخلاص کو بھی ضائع نہیں کرتا اور یہ بھی ثابت ہے کہ مخلوق کی ہمدردی اور خبرگیری حقوق اللہ کی حفاظت کا باعث ہو جاتی ہے۔"

"ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اور اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی ہے اور یہ نہیں اُٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اسلام اس قوم کے بدمعاشوں کا ذمہ دار نہیں ہے۔ بعض ایک ایک روپیہ کی لالچ پر بچوں کا خون کر دیتے ہیں۔ ایسی وارداتیں اکثر نفسانی اغراض سے ہوا کرتی ہیں۔ اور پھر بالتخصیص ہماری جماعت جو نیکی اور پرہیزگاری سیکھنے کے لئے میرے پاس جمع ہے وہ اس لئے میرے پاس نہیں آتے کہ ڈاکوؤں کا کام مجھ سے سیکھیں اور اپنے ایمان کو برباد کریں۔ میں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ ہاں جہاں تک ممکن ہے اُن کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں۔" (سراجِ منیر صفحہ ۲۶)

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔"

(اربعین نمبر ۱ صفحہ ۲)

"پس مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروّت سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے۔ جیسا کہ سعدی نے کہا ہے ع بنی آدم اعضائے یک دیگر اند

یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے۔ کسی قوم اور فرد کو الگ نہ کرے۔ میں آجکل کے جاہلوں کی طرح یہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو۔ نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ وہ کوئی ہو۔ ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اور۔ میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۸۲، ۲۸۳)

انسانیت کی فلاح و بہبود اور بقا کیلئے

مقدس مذہبی کتب کے زریں ارشادات

مقدس وید

"جو اپنی کمائی کو اکیلا ہی کھاتا ہے وہ گناہ کھاتا ہے۔"

(رگ وید ۱۰-۱۱۷-۶)

"جو غریبوں اور حاجت مندوں کی مدد کے لئے خیرات کرتا ہے وہی سخی ہے۔ اس کا بھلا ہوتا ہے اس کے دشمن بھی اس کے دوست بن جاتے ہیں۔"

(رگ وید ۱۰-۱۱۷-۳)

"جو ترس کے قابل یتیم روٹی کے طالب کو روٹی ہوتے ہوئے بھی مدد نہیں دیتا اور سخت دل کر کے خود کھاتا رہتا ہے اس کو مصیبت آنے پر کوئی راحت نصیب نہیں ہوتی۔"

(رگ وید ۱۰-۱۱۷-۲)

"خدا ایک ہے وہ مہربان خیرات کرنے والے آدمی کو رزق دیتا ہے۔"

(رگ وید ۱-[illegible])

بھگوت گیتا

"جو انسان کسی سے حسد اور دشمنی نہیں رکھتا۔ دوستی والا ہے۔ جو خوشی و غمی، دکھ و سکھ کو ایک جیسا سمجھتا ہے۔ جو تمام مخلوق سے ہمدردی اور محبت رکھتا ہے سب پر رحم کرتا ہے۔ تکبر سے اور خودی سے بالا ہے۔ معاف کر دینے والا، ہمیشہ قانع، صابر و شاکر، نفس پر ضبط رکھنے والا۔ جو استقلال سے دل و دماغ سے مجھ ایشور میں لگا رہتا ہے، وہی بھگت مجھے پیارا ہے۔"

(بھگوت گیتا، ادھیائے نمبر ۱۲ سلوک نمبر ۱۳)

"اے ارجن! جو تو عمل کرتا ہے اور جو تو بھوجن کرتا ہے اور جو تو ہوم (ہون) کرتا ہے اور جو تو دان دیتا ہے، اور جو تو ریاضت کرتا ہے وہ سب مجھ پرمیشور کے سپرد ہے۔"

(بھگوت گیتا ۲۷/۹)

گورو گرنتھ صاحب

حضرت گورو نانکؒ فرماتے ہیں:-

"دنیا میں دوسروں کی خدمت کرنی چاہیئے۔ خدمت کرنے والا ہی اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں حاضر ہو سکے گا۔ اور اپنے پورے تن من دھن کے ساتھ لوگوں کی خدمت کرنی چاہیئے۔"

(سری راگ محلہ پہلا صفحہ ۲۵، ۲۶)

"ہمارے عقیدے کے مطابق کوئی بیگانہ نہیں۔ سب اپنے ہیں۔ اور نہ کوئی ہمارا دشمن ہے۔ سب سے ہمارا پیار اور محبت ہے۔"

(گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۲۹۹ محلہ پنجم)

"کسی دوسرے انسان کا حق چھیننا ایسے ہی ہے جیسے مسلمان کے لئے سؤر کھانا اور ہندو کے لئے گائے۔ اور گورو اس کی حمایت نہیں کرے گا۔"

(گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۴۱ محلہ پہلا)

"اگر ہاتھ سے محنت کریں اور غریبوں کی مدد کریں تب خدا کا رستہ معلوم ہوگا۔"

(گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۲۴۵)

مقدس بائیبل

"رحم دل اور قرض دینے والا آدمی سعادت مند ہے وہ اپنا کاروبار راستی سے کرے گا۔ اسے کبھی جنبش نہ ہوگی۔........ اس نے بانٹا اور محتاجوں کو دیا۔ اس کی صداقت ہمیشہ قائم رہے گی۔"

(زبور باب ۱۱۲)

"خداوند ہمارے خدا کی مانند کون ہے جو عالم بالا پر تخت نشین ہے۔ جو فروتنی سے آسمان و زمین پر نظر کرتا ہے۔ وہ مسکین کو خاک سے اور محتاج کو مزبلہ پر سے اٹھا لیتا ہے۔ تاکہ اسے امراء کے ساتھ یعنی اپنی قوم کے امراء کے ساتھ بٹھائے۔"

(زبور باب ۱۱۳)

"لعنت اس پر جو اپنے باپ یا ماں کو حقیر جانے .... لعنت اس پر جو اپنے پڑوسی کی حد کے نشان کو ہٹائے .... لعنت اس پر جو اندھے کو راستہ سے گمراہ کرے .... لعنت اس پر جو پردیسی اور یتیم اور بیوہ کے مقدمہ کو بگاڑے۔"

(استثناء باب ۲۷)

"میں ہی خداوند ہوں جو دنیا میں شفقت و عدل اور راستبازی کو عمل میں لاتا ہوں کیونکہ میری خوشنودی ان ہی باتوں میں ہے۔"

(یرمیاہ باب ۹)

یسوع نے کہا:-

"خون نہ کر۔ زنا نہ کر۔ چوری نہ کر۔ جھوٹی گواہی نہ دے۔ اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر اور اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ........ اگر تو کامل ہونا چاہتا ہے تو جا اپنا مال و اسباب بیچ کر غریبوں کو دے۔ تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا۔"

(متی باب ۱۹ آیت ۱۸ تا ۲۱)

"اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔"

(متی باب ۲۲ آیت ۳۹)

یکم جنوری ۱۹۹۳ء کے تاریخی خطبہ سے اقتباسات

انسانی قدروں کیلئے ایک عالمی جہاد کی ضرورت ہے اور جماعت کو ہر جگہ اس کو موضوع بنانا چاہیئے

اس وقت مذہبی بحثوں کا وقت نہیں انسانیت کو اس وقت انسان بننے کا پیغام دینے کی ضرورت ہے

اس سال مطمعِ نظر یہ رکھیں کہ انسان کو انسانیت کے آداب سکھائے جائیں

از سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

انسانی بہبود کا سال

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:

کل شام کا سورج غروب ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نیا سال طلوع ہونے کے سامان پیدا ہوئے اور آج صبح کے سورج کے طلوع کے ساتھ تمام عالم پر ایک نیا دن طلوع ہوا ہے پس میں تمام دنیا کے احباب جماعت کو چھوٹوں بڑوں کو اور مردوں اور خواتین کو نہایت محبت بھرا سلام اور مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ سال نو کی مبارک باد دینے کا رواج محض ایک رواج نہیں بلکہ "مبارک" لفظ میں ایک دعا پائی جاتی ہے۔ GREETINGS میں تو کوئی دعا نہیں لیکن جب ہم مبارک کہتے ہیں اور "مبارک ہو" کے الفاظ سے کسی کو خوشی کے جذبات پہنچاتے ہیں۔ تو ایسی درحقیقت ایک دعا ہے۔ پس میں بھی ان معنوں میں آپ سب کو یہ دعا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہ سال آپ سب کے لئے ہر پہلو سے بہت ہی بابرکت فرمائے اور جماعت احمدیہ کے لئے بالعموم بہت بابرکت فرمائے اور خصوصاً دعوت الی اللہ کے میدان میں جماعت کی کوششوں کو غیر معمولی پھل لگائے اور دائمی پھل لگائے اور آگے پھولنے پھلنے والے بیج اور پھر عطا کرتا رہے بہرحال ایک تو جماعت کو مبارک باد دینا مقصود تھی اور ایک کل عالم کے مسلمانوں کو خواہ ان کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہو یا نہ ہو میں دل کی گہرائی سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اسی طرح تمام انسانیت کے لئے میرے دل میں فلاح و بہبود کے جو جذبات ہیں اور جو نیک خواہشات ان سے وابستہ رکھتا ہوں اس پہلو سے تمام دنیا کے انسانوں کو خواہ ان کا کوئی بھی مذہب ہو، کوئی بھی رنگ، نہ کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں، کسی مذہب کے ماننے والے ہوں میں دل کی گہرائی سے نکلی ہوئی مبارک باد پیش کرتا ہوں جو تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے ہے نہ صرف میری طرف سے ہی نہیں

میں نے مبارک باد کے اس مضمون پر جہاں تک غور کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بھری دنیا میں جہاں اربوں لوگ آباد ہیں سب سے زیادہ احمدی دل ہیں جو حقیقت میں بنی نوع انسان کے بہی خواہ ہیں اور واقعۃً دل کی گہرائی سے ان کی خیر چاہتے ہیں ورنہ اکثر لوگ تو اپنے محدود دائرے سے وابستہ ہو کر رہ گئے ہیں ایک مسلمان زیادہ سے زیادہ سوچے گا تو اسلام کی بہبود کی سوچتا ہے یا ایک پاکستانی پاکستان کی بہبود کی سوچتا ہے۔ انگلستان میں بسنے والا ایک انگریز انگلستان کی بہبود کی سوچتا ہے اور شاید ہی کوئی دل ایسا ہو جس کی گہرائی سے کل عالم اسلام کی خیر خواہی کی دعائیں اٹھتی ہوں اور جہاں تک میرا علم ہے تمام احمدی جو تمام دنیا میں مشرق و مغرب میں تہجد کی نماز کے لئے اٹھتے ہیں انہوں نے اپنا دستور بنا رکھا ہے کہ وہ نظام جماعت کے لئے یا خلیفہ وقت کے لئے، اپنے عزیزوں اور پیاروں کے لئے جہاں دعا کرتے ہیں وہاں انسانیت کو بحیثیت انسانیت پیش نظر رکھتے ہوئے کل عالم کے انسانوں کے لئے ضرور دعا کرتے ہیں۔ یہ میرا ایک جائزہ ہے جو مختلف احمدیوں کے خطوط سے مترتب ہوتا ہے اور ویسے بھی اپنے دل کی کیفیت سے میں یہی اندازہ کرتا ہوں کیونکہ میرے اور جماعت کے دل کے دھڑکنے کے انداز ایک ہیں۔ ایک ہی نہج پر ہم سوچتے ہیں۔ ایک ہی طرز پر محسوس کرتے ہیں اس لئے جو میری کیفیات ہیں وہ سب جماعت کی ہونگی اور ایسا ہے بھی کیونکہ خط لکھنے والے تو کم ہیں جو لکھتے ہیں مگر جو لکھتے ہیں وہ نمونہ تو بھیج دیتے ہیں وہ بتا دیتے ہیں کہ نجی میں بھی ایسے ہی احمدی بستے ہیں جیسے نائیجیریا یا سیرالیون میں یا غانا میں یا امریکہ میں یا انگلستان میں یا جرمنی میں غرضیکہ احمدی خط جہاں سے بھی ملتے ہیں ان کی ادائیں ایک ہوتی ہیں پس احمدی مزاج ایک بین الاقوامی مزاج بن چکا ہے۔ اور انسانیت کی بھلائی چاہنا انسانیت کی بہبود چاہنا اس بین الاقوامی مزاج کی سرشت میں داخل ہے اس میں کوئی بناوٹ نہیں کوئی تصنع کوئی تکلف نہیں جب جماعت کو یہ بین الاقوامی مزاج نصیب ہوگا اس مزاج سے از خود تمام عالم کے لئے دعائیں پھوٹیں گی پس اللہ تعالیٰ یہ نیا سال تمام دنیا کو بحیثیت انسان مبارک کرے اور اس پہلو سے آگے چل کر میں جو تحریک کروں گا اس کا تعلق اس سال کو انسانی بہبود کا سال بنانے سے ہے

میں سمجھتا ہوں کہ ہر سال ہم ایک مطمعِ نظر اپنے سامنے رکھتے ہیں اس سال مطمعِ نظر یہ رکھیں کہ انسان کو انسانیت کے آداب سکھائے جائیں اس سلسلہ میں میں انشاء اللہ چند ایک تجاویز آپ کے سامنے رکھوں گا۔

اس وقت دنیا کو سب سے زیادہ انسانی قدروں کو بحال کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انسانی قدریں ہر پہلو سے پامال ہو رہی ہیں ہر قسم کے جرائم بڑھ رہے ہیں اور ان کے نتیجہ میں انسانی ضمیر کچلا جا رہا ہے اور اکثر جگہ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر دم توڑ چکا ہے کوئی حیا کسی قسم کی کوئی غیرت انسانیت کی کوئی رمق بھی بعض جگہ دکھائی نہیں دیتی مثلاً جہاں چھوٹے بچوں پر ظلم ہو رہا ہے جہاں بیگار کیمپ اس طرح چلائے جا رہے ہیں کہ کسی کے معصوم بچے کو اغوا کر کے اس کو نہایت خطرناک تکلیف دہ مزدوری میں مبتلا کر کے چند پیسے کمانے کی خاطر اتنے بڑے ظلم توڑے جا رہے ہیں۔ ساری زندگی کے لئے اس بچے کے لئے بھی ایک عذاب کی زندگی ہے اور ماں باپ کے لئے بھی ایک عذاب کی زندگی ہے کسی کو کچھ پتہ نہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے کہاں چلے گئے بچے اور وہ بچے خوف

دہراس میں اتنا مبتلا کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ آواز بھی بلند نہیں کر سکتے مجھے یاد ہے کہ ایک احمدی بچہ اغوا ہونے کے بعد اسی قسم کے ایک کیمپ سے نکل کر بھاگ کر پہنچا تھا اور اس نے جو روئیداد سنائی وہ تو ایسی تھی کہ سن کر دل پھٹتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا محض فضل اور احسان تھا کہ اس کی دہ اولاد کے نتیجے میں اسے توفیق مل گئی ورنہ جو کام وہاں ہوتے ہیں اور کئے جاتے ہیں اور جس قسم کی گفتگو وہاں ہوتی ہیں۔ ان کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ کیمپ اسلامی حکومت پاکستان میں بھی جاری ہیں اور ہندوستان میں بھی اور وہ جو اسلام کے نام پر جہاد کرنے والے پٹھان ہیں۔ وہ بدقسمتی سے سب سے زیادہ اس میں ملوث ہیں۔ عجیب و غریب تضادات کی دنیا بن چکی ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسانی قدریں تو پاؤں تلے روندی جائیں۔ بلکہ ایسی گندی کر دی جائیں کہ ان پر پاؤں رکھتے ہوئے حیا آتی ہو اور باتیں آسمان کی اور الوہیت کی اور خدا کی عزت، اور جلال کی ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی حمد و ثنا کے گیت گائے جا رہے ہوں اور نیچے یہ ہو رہا ہو۔ تو یہ اتنا بڑا تضاد ہے کہ اس تضاد سے طبیعت میں متلی پیدا ہونے لگتی ہے پس انسانی قدروں کے لئے ایک عالمی جہاد کی ضرورت ہے اور جماعت کو ہر جگہ اس کو موضوع بنانا چاہیئے۔ انگلستان اور یورپ وغیرہ میں بھی بدی اور طرح سے پائی جاتی ہے وہاں بھی پائی جاتی ہوگی لیکن یہاں تو ماں باپ اپنے ہی معصوم بچوں پر ظلم کرتے ہیں یا ان کے رشتہ دار ظلم کرتے ہیں یا دیسے بچوں کو پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ زیادتی کی اور پھر بہیمانہ طور پر قتل کر کے پھینک دیا یہ ساری ایسی بیماریاں ہیں جو گہری دبی ہوئی ہیں اور جو چار باتیں میں بتا رہا ہوں یہ وہ پھوڑے ہیں جو ان گہری بیماریوں میں سے کہیں کہیں سطح پر پھوٹ رہے ہیں، جب تک سارے خون میں فساد واقع نہ ہو جائے اس وقت تک ایسے کوڑھ پھوڑے جسم پر نہیں ہوا کرتے ان بیماریوں کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے انسان کی بڑی بدنصیبی ہے کہ بنیادی انسانی قدروں سے نا آشنا ہو چکا ہے اور جو رہی سہی قدریں ہیں ان کا مذہبی رہنما خون کر رہے ہیں۔ اور ان قدروں کو ملیا میٹ کرنے کے لئے انہوں نے گویا ایک برعکس جہاد کا اعلان کر رکھا ہے۔ میری مراد یہ ہے کہ یہ تو انسان کے ایسے مظالم ہیں جن میں کوئی مُلّاں، کوئی پنڈت، کوئی پادری براہ راست ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ اپنی مسجدوں، مندروں اور معابد سے یہ اعلان تو نہیں کرتا کہ تم ایک دوسرے پر ایسے ایسے مظالم کرو۔ لیکن بالواسطہ ذمہ دار ضرور بن جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی آنکھوں کے سامنے سوسائٹی میں یہ سارے واقعات ہو رہے ہوتے ہیں لیکن اس کی انسانیت کی رگ نہیں پھڑکتی خدا تعالیٰ سے محبت کے تقاضوں میں انسانی ہمدردی کا تقاضہ داخل ہی نہیں ہے۔ گویا معبود کی دنیا الگ ہے۔ اور عبادت کرنے والوں کی دنیا الگ ہے محبت کا جو رخ ہے۔ آسمان کی طرف ہی ہے اور زمین محبت سے خالی ہو گئی ہے ایسی محبت جس میں خدا سے کی جائے اور بنی نوع انسان سے اس محبت میں ہاتھ کھینچ لئے جائیں، تو اس محبت کو رفع ہو ہی نہیں سکتا۔ لعنتوں اور پھٹکاروں کے ساتھ وہ محبت ان لوگوں کے منہ پر ماری جاتی ہے۔ اس لئے بلا واسطہ تو نہیں مگر بالواسطہ یہ لوگ یقیناً ذمہ دار ہیں جن کے اقتاسد زندگی میں یہ بات داخل ہے کہ اللہ کی محبت کے ساتھ بنی نوع انسان کے حقوق کا تصور پیدا کر دیا، ان کا پیار دلوں میں پیدا کریں۔ اور ظلم و سفاکی کو دنیا سے مٹانے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔ لیکن ایک اور ظلم ہے جس میں یہ بلا واسطہ خود شریک ہوتے ہیں اور وہ ہے کہ

مذہب کے نام پر نفرتوں کی تعلیم

دیتے ہیں) اور دنیا کے ہر مذہب میں یہ اس کثرت سے اور اس بے حیائی سے ہو رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ ان لوگوں کی عقلیں کہاں گئیں ہیں۔ مذہب کے اعلیٰ مقاصد میں خدا کی عبادت ہے اور خدا کی عبادت بندوں کے ساتھ حسن سلوک۔ از خود سکھاتی ہے جس عبادت کے نتیجہ میں انسان خدا کی مخلوق سے

دور ہو جائے وہ شیطان کی عبادت تو قرار دی جا سکتی ہے اللہ کی عبادت قرار نہیں دی جا سکتی اس عبادت کا کیا فائدہ جس کے نتیجہ میں خالق اور مخلوق کے درمیان فرق کر دئے جائیں اور خالق کے نام پر مخلوق پر ظلم توڑے جا رہے ہوں۔ پس اس وقت مذہبی بحثوں کا وقت نہیں ہے وہ بھی جہاں مناسب ماحول ہو چلیں گی لیکن انسانیت کو اس وقت انسان بننے کا پیغام دینے کی ضرورت ہے۔ انسانی قدروں کے لئے ایک عالمی سطح کا جہاد جاری کرنے کی ضرورت ہے۔ اس پہلو سے میں جماعت احمدیہ کو دعوت دیتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ انفرادی طور پر یا من حیث الجماعت جماعت کی طرف سے یہ کوششیں کامیاب نہیں ہو سکتیں جب تک دوسروں کو بھی اس معاملہ میں عقل دے کر اور دعوت دے کر ساتھ شریک نہ کریں ہمیں اس پیغام کو عام کرنا ہوگا اور اگر جماعت احمدیہ کی طرف سے مثلاً حکومتوں کے سربراہوں کو بڑے بڑے دانشوروں کو اخباروں میں لکھنے والوں کو جو اہل قلم لوگ ہیں ان کو خطوط لکھے جائیں ان کو سارا سال اس طرف توجہ کیا جائے اور مختلف پرا وپیرائے ان کے سامنے رکھی جائیں تو پھر یہ ایک ایسی کوشش ہے جو ہو سکتا ہے کہ بعض اینٹ دلوں میں بھی تبدیلی پیدا کر دے جو دل با اختیار ہیں جن کے پیچھے ایک قوم ہے ان ہاتھوں میں بھی یہ جنبش پیدا کر دیں جن کو عنان حکومت تھمائی جاتی ہے یہ ان دماغوں میں یہ تبدیلی پیدا کر دیں جن کی فکر قوم کی فکر بن جایا کرتا ہے۔ پس ہر پہلو سے اہل دانش، اہل قلم اہل دل لوگوں کو جماعت احمدیہ کی طرف سے سمجھا سمجھا کر محبت سے پیار سے یہ باتیں پہنچانی ضروری ہیں۔ اور آئندہ سال دنیا کی ہر جماعت جو میرے اس پیغام کو سن رہی ہے اس میں چھوٹے بڑے سب شریک ہو جائیں اگر بچے اپنی زبان میں ایک بات لکھ سکتے ہیں تو کیوں نہ لکھیں۔ بعض دفعہ بچوں کی زبان دل پر زیادہ اثر کرتی ہے اور واقعتہً بڑا گہرا اثر کرتی ہے۔ میں نے تو دیکھا ہے کہ جن بچوں کو کہنا نہیں آتا وہ بھی کچھ لکھ دیتے ہیں تو دل پر اثر پڑ جاتا ہے مجھے بعض دفعہ بچوں کے ایسے خط آتے ہیں کہ اپنی طرف سے انہوں نے ایک بہت خوبصورت عبارت لکھ کر بھیجی ہوتی ہے اور وہ صرف گول مٹول حروف ہیں اور چکر لگائے ہوتے ہیں جیسے کسی مکھی کو سیاہی میں بھگو کر کاغذ پر چھوڑ دیں یا مکڑی کو سیاہی میں بھگو کر کاغذ پر چھوڑ دیں اور وہ اپنے والدین سے کہتے ہیں کہ میں نے اپنی طرف سے ایک بہت اچھا خط لکھا ہے اس پر پتہ لکھ کر آپ بھیج دیں اور مجھے اس کا جواب چاہیئے۔ چنانچہ اس خط کو پڑھنے کا بڑا مزا آتا ہے بڑا لطف آتا ہے کیونکہ اس خط میں محبت ہی محبت ہوتی ہے اور جس محنت سے وہ بچہ لکھ رہا ہوتا ہے وہ ساری محنت از خود زبان بن جاتی ہے۔ تحریر بولنے لگتی ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ کتنا پیارا بچہ ہے۔ کتنی اس نے محنت کی ہے کتنا اہتمام کیا ہے، قلم مانگا سیاہی لی کاغذ کہیں سے پکڑا اور کہیں چھپ کر بیٹھ گیا اور اس نے کہا کہ میں خط لکھ کر لاتا ہوں اور پھر توقع یہ کہ میں بھی اسے جواب دوں یہ پیغام مجھے زبان پہنچا ہوتا ہے تو بعض دفعہ میں بھی ویسی ہی تحریر بنا کر نیچے دستخط کر کے بھیج دیتا ہوں اور ماں باپ کو کہتا ہوں کہ گونگے کی بولی ماں باپ ہی سمجھتے ہیں تو آپ بھی یہ زبان سمجھتے ہوں گے۔ آپ ان کو بتا دیں کہ کیا لکھا ہے۔ پتہ نہیں وہ میری زبان ٹھیک پڑھتے ہیں کہ نہیں مگر میں بچوں کی زبان تو ٹھیک پڑھ لیتا ہوں تو بچے بھی لکھیں۔ جس حد تک توفیق ہے ملکوں کے سربراہوں کو لکھیں۔ دانشوروں کو لکھیں۔ مولویوں کو لکھیں۔ پنڈتوں کو لکھیں۔ پادریوں کو لکھیں اور کہیں کہ خدا کا خوف کرو۔ اگر اخلاق دنیا سے اٹھ گئے تو مذہب بیکار رہ جائے گا؟ اگر انسانیت ہی قائم نہ ہوئی تو کیا حیوانوں سے خدا رشتے کرے گا۔ ان حیوانوں میں کیوں خدا نے نبی نہ بھیج دیئے جن سے بدتر تم ہوتے چلے جا رہے ہو اس لئے

انسان کو انسانیت کے آداب سکھاؤ

جماعت احمدیہ نے ایک عالمگیر تحریک پیش کی تھی جس کا ذکر میں نے گذشتہ خطاب میں بھی کیا تھا۔ یعنی پیشوایان مذاہب کے جلسوں کا انعقاد۔ یہ بہت مفید ہیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ اب انسانیت کے نام پر بھی جلسے

کرنے چاہئیں۔ اس میں صرف مذاہب کے نمائندے نہیں آئیں گے دہریے بھی آئیں گے۔ ہر قسم کے لوگ آئیں گے۔ ان کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ انسانیت ہے کیا؟ دنیا میں انسانیت کا شرف دوبارہ قائم کئے بغیر انسانی قدروں کو بحال کئے بغیر ہم جو عالمی انصاف کی یا عالمی امن کی باتیں کرتے ہیں وہ صرف منہ کی باتیں ہیں ان میں کوئی بھی حقیقت نہیں ہوتی۔ اس سلسلہ میں بڑے دلچسپ پروگرام بنائے جا سکتے ہیں۔ بڑے اچھے اچھے جلسے کئے جا سکتے ہیں اور ان جلسوں میں پسماندہ قوموں کے حقوق سے اوپر بھی بحث ہو سکتی ہے لیکن یہ دراصل بعد کی باتیں ہیں پہلے میں سمجھتا ہوں کہ صرف انسانی قدروں کی بات ہونی چاہیئے۔ انسانی قدروں کے حوالوں سے بعض دفعہ یہ بات بھی آئے گی کہ ہم ایک ملک میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایک اور ملک ہے جہاں فاقے کئے جا رہے ہیں۔ اگر انسانی قدریں زندہ ہوں تو یہ نہیں ہو سکتا۔ انسانی قدروں کی راہ میں قومی دیواریں حائل ہو گئی ہیں۔ کہیں مذہبی دیواریں حائل ہو جاتی ہیں۔ کہیں نظریاتی دیواریں حائل ہو جاتی ہیں۔ پس ان سب مصنوعی جھوٹی دیواروں کا ٹوٹنا ضروری ہے اور وہ اندرونی دباؤ سے ٹوٹنی چاہئیں بیرونی حملے سے نہیں اندرونی دباؤ جو انسانیت کے زندہ ہونے سے دلوں سے پیدا ہو گا اور قوم کے اندر جب وہ مجموعی طور پر زیر و بم دکھائے گا۔ اسکے اندر اونچ نیچ ہو گی۔ جذبات میں بعض دفعہ کمی آتی ہے بعض دفعہ زیادتی ہوتی ہے تو میری مراد یہ ہے کہ جب انسانیت کے سانس چلنے لگیں گے۔ جب انسانیت کا دل دھڑکنے لگے گا۔ جب انسانی جذبات میں تموج پیدا ہونے لگے گا تو وہ اندرونی دباؤ ہے جو تعصب کی یہ دیواریں توڑے گا ورنہ تعصب کی دیواریں باہر سے نہیں توڑی جا سکتیں۔ یہ گہرا نفسیاتی نکتہ ہے۔ تعصب کی دیواروں کو جب باہر سے توڑنے کی کوشش کریں گے تو تعصب بڑھے گا پس اندر سے سوچوں کو بدلنا پڑے گا۔ نظریات میں تبدیلی پیدا کرنی ہو گی۔ پس جماعت احمدیہ کے جتنے فکر رکھنے والے جتنے دل رکھنے والے صاحب نظر لوگ ہیں اُن سب سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کریں اور دراصل ہر احمدی عام گفت و شنید کے ذریعہ بھی اپنے اردگرد چھوٹے چھوٹے حسین جزیرے قائم کر سکتا ہے۔ ہر انسان کے اندر ایک بنیادی مادہ ہونا چاہیئے جو پھیلنے کی صلاحیت ہے اور بعض پیغامات ایسے ہوتے ہیں جو اپنی ذات میں پھیلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ پیغام بھی ان پیغاموں میں سے ایک ہے۔ یہ ایک ایسا پیغام ہے جو فی الحقیقت انسانی دل کی آواز ہے۔ انسانی فطرت سے پھوٹتا ہوا پیغام ہے۔ پس احمدی خواہ دانشور ہو یا غیر دانشور ہو۔ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ ہو اگر وہ اپنے ماحول میں ایک زندہ پیغام کی بات کرتا ہے تو اس کا پیغام اس طرح سنا جائے گا جیسے کہا گیا ہے کہ

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

پس زندہ پیغام کی یہ نشانی ہوتی ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آج دنیا غیر انسانی ہوتے ہوئے بھی انسانیت کے لئے ترس رہی ہے۔ اُن کی گہری فطرت کی یہ آواز ہے کہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ پس جب احمدی یہ آواز بلند کرے گا تو کسی دلیل کی ضرورت نہیں یہ آواز تو دل سے اُٹھے گی اور ضرور دل میں جا بیٹھے گی اور پھر وہاں نشوونما پائے گی اور بڑھے گی۔ پھر اپنے دائیں بائیں دوسرے غیر انسانی لوگوں کو انسان بنا دینے کے لئے کوشاں ہو جائیگی پس ایک تو جلسوں کے متعلق تھا یعنی

انسانیت کے دشمنوں پر نظر

کرنے چاہئیں دوسرے یہ میں سمجھتا ہوں کہ حکومتوں کو اس نقطہ نگاہ سے آپس میں معاہدے کرنے چاہئیں۔ خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں نفرتیں پائی جاتی ہیں یا بعض نفرتیں پائی جاتی ہیں یا بعض نفرتیں تاریخی طور پر بہت گہری جڑیں ہمارے ماضی میں پھینکے ہوئے ہیں اور جاتے ہوئے ہیں اور حقیقت میں نفرت اسی وقت زیادہ خطرناک بنتی ہے جب اس کی جڑیں زیادہ دور تک ماضی میں دراز ہو چکی ہوں۔ مذہبی نفرتوں کا بھی یہی حال ہے۔ قومی اور سیاسی نفرتوں کا بھی یہی حال ہے۔ نفرت کی وہ تاریخ پیچھا نہیں چھوڑتی۔ بعض بدبخت کھود کر وہ نکالتے ہیں اور پھر ماضی کی نفرتوں کو حال میں اور مستقبل میں تبدیل کرتے رہتے ہیں ان کا کام ہی یہی ہے پس اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ حکومتوں کے درمیان سمجھوتے ہونے چاہئیں اور ایک ضابطہ حیات طے ہونا چاہیئے۔ مثلاً پاکستان اور ہندوستان کے درمیان یہ جو ہندو مسلمان کی ایک تاریخی نفرت ہے اور بعض دفعہ یہ سکھ مسلمان نفرت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ ہندو سکھ نفرت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ اچھوت غیر اچھوت نفرت میں تبدیل ہو جاتی ہے یہ ساری وہ نفرتیں ہیں جن کی جڑیں ہندوستان کی تاریخ میں سینکڑوں سال تک گہری ہیں۔ اور ان کے متعلق جب تک پاکستان اور ہندوستان اور بنگلہ دیش کی حکومتیں مل کر یہ فیصلہ نہ کریں کہ ہم اپنے اپنے ملک میں اس قسم کی نفرتوں کو نہیں پنپنے دیں گے۔ اور اسی ضمن میں بعض اصولی فیصلے کرکے اپنے اپنے ملک کے قوانین میں ان فیصلوں کو داخل نہ کریں نفرتوں کو مٹایا نہیں جا سکتا۔ اگر ایسا کریں گے تو یہ سنجیدگی کے ساتھ ایک ایسا قدم ہو گا جس کے اچھے نتائج کی توقع کی جا سکتی ہے ورنہ محض منہ کی باتیں ہیں۔

دوسرے انسان اور انسان کے درمیان نفرتوں کو کم کرنے کے لئے مذہبی لحاظ سے بھی ایسے ضابطہ حیات کی ضرورت ہے جو دنیا کے سب ملکوں کو قابل قبول ہو خواہ وہ قبول کریں یا نہ کریں لیکن قابل قبول ضرور ہو یعنی کوئی معقول دلیل اس کے خلاف نہ ہو مثلاً اگر یہ ضابطہ اخلاقی اسلامی جیسا کہ پاکستان میں آج کل رائج ہے۔ اگر دنیا کے سامنے پیش کیا جائے تو کسی کے لئے قابل قبول نہیں ہے کہ ہمیں بحیثیت مسلمان ہونے کے باقی سب سے زائد حق حاصل ہیں۔ ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ تمہارے مذہب کو تبدیل کریں تمہیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ہمارے مذہب کو تبدیل کرو۔ اب یہ وہ ایسا پیغام ہے جس کے عالمی ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور غیر عالمی منافقانہ پیغام اسلام کی طرف منسوب کرنا ظلم ہے۔ اس کا جھوٹا ہونا اسی سے ثابت ہے کہ یہ جغرافیائی پیغام ہے جو خود دعا قوں کے لئے ہے۔ کتنے ملک ایسے ہیں اور کتنے طاقتور ہیں وہ ملک جن میں اسلام مذہب کے طور پر غالب ہے۔ دنیا کے ممالک کی بھاری اکثریت ایسی ہے جن میں یا تو اسلام کا ذکر ہی کوئی نہیں یا ہے تو بالکل معمولی حیثیت میں ہے لیکن اکثریت کی طاقت حاصل نہیں ہے تو ایسا ضابطہ حیات بعض اسلامی ملکوں میں اسلام کے نام پر اختیار کر لینا جس میں فی ذاتہ زندہ رہنے کی صلاحیت نہیں جس کو کل عالم کا پیغام نہیں بنایا جا سکتا۔ قومیں اور قوموں کی فطرتیں اس کو قبول نہیں کریں گی۔ ایسے پیغام کو اسلام کے نام پر دنیا میں پھیلانے کی کوشش کرنا ایک قومی مذہبی خودکشی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ پس ایسا ضابطہ حیات طے کریں اور یہ بات طے کرنے کا شعور اور سلیقہ اسلامی ملکوں کو تب آئے گا جب غیر اسلامی ملکوں سے گفت و شنید کریں گے اور آپس میں صلح کی خاطر امن کی خاطر ایسے سمجھوتے کرنے کی کوشش کریں گے جو دونوں ملکوں میں یکساں قابل عمل ہوں۔ جب آپ یہ بات کرتے ہیں تو انسانی قدر مشترک کی بات از خود آ جاتی ہے۔ پس اس پہلو سے یہ انسانیت کو فروغ دینے کی کوششوں میں سے ایک اہم کوشش ہو گی۔ پس ضابطہ حیات طے کریں مثلاً جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ عدل کی حکومت ہونی چاہیئے اور جیسا کہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نہ صرف فرمایا بلکہ کر کے دکھایا۔ اگر عالم اسلام

مدینہ کا چارٹر

جو CHARTER OF MADEENA کے نام سے مشہور ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور یہودیوں اور وہاں کے بسنے والے مشرکین کے درمیان اور عیسائیوں کے درمیان ایک معاہدے کی شکل میں لکھا گیا۔ اس چارٹر کو اگر ساری دنیا کے PEACE چارٹر کے طور پر پیش کیا جائے۔ صرف ایک فرق کے ساتھ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی لیڈرشپ

کے الفاظ دنیا دار قبول نہیں کرے گی اور ویسے بھی وہ چارٹر اس حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک عمل رکھتا تھا لیکن اس پہلو کو چھوڑ کر وہ مدینہ کا چارٹر ساری دنیا کے لیئے امن کا چارٹر بن سکتا ہے۔ بہت ہی گہرے عدل پر مبنی ہے اور اس چارٹر کے بعد کسی قوم کو کسی دوسری قوم سے خطرہ درپیش نہیں ہوگا۔ پس پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش برما ان سب ملکوں میں یہ مسائل بڑے بھاری اور گہرے مسائل ہیں یعنی آپس میں مذہبی منافرتوں کے مسائل۔ ان کو یہ اختیار کرنا چاہیئے اور میں سمجھتا ہوں کہ اسی میں ان سب ملکوں کا بھلا ہوگا لیکن پتہ نہیں کیوں یہ مذہبی جنونوں کی حوصلہ شکنی نہیں کر رہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سیاستدان ذمہ دار ہے۔ سیاستدان کی خود غرضی ہے جو ساری قوم پر بلکہ ساری انسانیت پر یہ ظلم کر رہی ہے لیکن جب ملک آپس میں بیٹھیں گے تو ایک دوسرے کو تقویت دے رہے ہونگے۔ پھر وہ اپنے اپنے ملک کے مذہبی جنونیوں سے کم ڈرنے لگیں گے اور ایک بڑی سطح پر ایسے فیصلے کرنے کی زیادہ اہمیت دکھیں گے کہ مذہب میں اس بات کی اجازت ہوگی اس بات کی نہیں ہوگی مثلاً چند باتیں ہیں جو مختصر وقت میں بھی میں آپ کے سامنے رکھ سکتا ہوں۔ اوّل یہ کہ مذہبی آزادی کا اعلان ہے۔ ملکوں کو تسلیم کرنا ہوگا اور مذہبی آزادی میں تبلیغ کرنے کے حق کو بھی تسلیم کرنا ہوگا۔ اگر یہ حق تسلیم کیا جاتا ہے تو ہر پاکستانی مسلمان کو یہ حق ہوگا کہ ہر ہندو کو تبلیغ کرے اور ہر ہندو کو ہندوستان میں اور پاکستان میں بھی یہ حق ہوگا کہ ایک مسلمان کو تبلیغ کرے۔ اس حق کے ساتھ جو بین الاقوامی حیثیت کا حق ہے کسی مذہب کو کسی دوسرے مذہب پر فوقیت نہیں دی جا سکتی بلکہ برابر کا حق ہے اور دراصل تبلیغ میں یہ برابری کا حق ہونا شامل ہے لیکن مولویوں کو اس بات کی عقل نہیں آتی کہ جب یہ تبلیغ کا حق صرف اپنے لئے محفوظ کراتے ہیں تو تبلیغ کہتے کس کو ہیں۔ کسی کو پیغام پہنچائیں گے کہ ہم۔ پہنچائیں گے جب پہنچا بیٹھیں گے تو کیا اُس کو جواب کا حق نہیں دیں گے۔ اس کو کہیں گے کہ تمہارے دل میں خواہ کتنے خدشات ہوں۔ کتنے بھاری اعتراض ہوں۔ منہ سے نہیں بولنا اور اگر کہیں گے کہ بولو تو پھر وہ بھی آپ کو تبلیغ کر رہا ہے تو تبلیغ تو یک طرفہ ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ ذہن مولا انتہائی جاہل دماغوں کی پیداوار ہے کہ مسلمان دوسرے کو تبلیغ کر سکتا ہے۔ غیر مسلم مسلمان کو تبلیغ نہیں کر سکتا۔ اختلاف رائے کو گفتگو کا نام ہی تو تبلیغ ہے اور عقل کو قائل کرنے اور دل کو قائل کرنے کے بعد کسی دوسرے مذہب میں داخل کرنے کا نام ہی کامیاب تبلیغ ہے۔ پس ہندو کو بھی حق ہے۔ سکھ کو بھی حق ہے۔ ہر اقلیت کو حق ہے اور اس حق کے سوا کوئی عقل کا فیصلہ ہے ہی نہیں۔ اس کے متبادل کوئی اور تجویز نہیں ہے۔ جب یہ تسلیم کریں گے تو اس کے ساتھ ہی پھر دوسرا سوال اٹھ کھڑا ہوگا کہ جب تبلیغ کریں گے تو منافرت پھیلیں گی۔ یہاں پہنچ کر جماعت احمدیہ قدم قدم پر ان کی بڑی عمدہ راہنمائی کر سکتی ہے۔ اختلاف رائے کا اظہار کرنا ہرگز انسانی حقوق کے منافی نہیں ہے بلکہ انسانی حقوق میں داخل ہے کسی مذہب کے عقائد کو تسلیم نہ کرنا ہرگز دل آزاری نہیں کہلا سکتا کیونکہ یہ ایک فطری بات ہے کہ میں وہی مانوں گا۔ جو میں سمجھتا ہوں اور جو میں سمجھتا ہوں اگر میں وہ بیان کروں تو یہ کسی کی دل آزاری نہیں ہے یہ حقیقت ہے۔ اب یہ سارے مولوی جو پاکستان میں یا باہر اسی مزاج کے پیچھے ہیں ان کو اچھی طرح علم ہے کہ کوئی عیسائی ایسا نہیں جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا سمجھتا ہو تو جب یہ بات کرتے ہیں کہتے ہیں کہ دل میں جو کہ یہ بات ہے اس لیئے اس نے ہتک رسول کی ہے تو اس بہانے پر اگر جانچا جائے تو پاکستان میں سارے عیسائی واجب القتل ہو جاتے ہیں اور جاتے ہیں۔ ہر ہندو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو نعوذ باللہ من ذالک جھوٹا سمجھتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھی جھوٹا سمجھتے ہیں ورنہ وہ ہندو رہتے ہی نا تو اگر مولوی کے پیش کردہ نسخہ کو قبول کیا جائے تو ہر ہندو پاکستان میں بھی واجب القتل ہو جائے گا اور عیسائی ملکوں میں بھی واجب القتل ہو جائے

گا۔ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ عقائد کے اختلاف کو جب آپ قانونی طور پر تسلیم کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مذہبی راہنما کو انسان عقیدۃً سچا نہ سمجھے تو یہ اس کی ہتک نہیں ہے اور کسی کے لیئے دل آزاری کا اس میں کوئی سوال نہیں۔ اس کے لیئے تبلیغ کی اجازت ہے۔ سمجھاؤ کہ وہ سچا ہے یہی اس کا علاج ہے لیکن اگر کسی سربراہ کے متعلق وہ ایسی بات کرتا ہے جو اپنے اظہار میں ناپسندیدہ اور مکروہ ہے جس میں گالی سے کام لیا گیا ہے۔ گستاخی سے کام لیا گیا ہے۔ مخالفت کی گئی ہے اور مخالفت عقیدہ سے کی نہیں بلکہ گند اچھال کر اپنے بغض کو ظاہر کیا گیا ہے تو ایسا شخص لائق تعزیر ہے قانون اگر بنایا جا سکتا ہے تو اس حد تک بنایا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر ضرورت کے اپنے کسی مخالف کے ایسے بزرگ کو جو اس کے نزدیک عزت رکھتا ہے خواہ کہنے والے کے نزدیک نہ رکھتا ہو ایسے لفظوں سے یاد کرتا ہے جو تہذیب سے گرے ہوئے اور بدتمیزی کے لفظ ہیں تو قطع نظر اس کے کہ اس کے دل میں کیا ہے ایسا شخص واجب التعزیر ٹھہرے گا اور یہ تعزیر مقرر کرتے وقت تمام دنیا کے مذہبوں کے سربراہوں کے لیئے برابر حقوق تسلیم کرنے ہوں گے یہ پیغام دراصل قرآن کریم میں موجود ہے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ کہ مومن یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم خدا کے بھیجے ہوئے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے تو اس سے یہی مراد ہے کہ عزتوں کے فرق ضرور ہوں گے۔ مراتب کے فرق ضرور ہوں گے مگر انصاف کے ایک ہی قانون سے ان ساروں سے سلوک کیا جائے گا یا دوسرے لفظوں میں ان کی قوموں سے سلوک کیا جائے گا تو اس قسم کے اور بہت سے ضوابط ہیں جو میرے ذہن میں ہیں۔ میں انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں خواہ اس خطبہ کا موضوع کچھ اور ہو شروع میں اسی مضمون کو جاری رکھوں گا تاکہ اس بات کو پوری طرح سمجھا کر ختم کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انسانی اقدار کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کے لیئے یہ ساری کوششیں انتہائی ضروری ہیں اور احمدیوں کو جب تفصیل سے علم ہوگا کہ میرے ذہن میں امن عالم کے قیام کے لیئے کیا کیا تجاویز ہیں۔ انسانی قدروں کو بحال کرنے کے لئے کیا منصوبے ہیں جو میرے ذہن میں ہیں تو انشاء اللہ پھر وہ پہلے سے بہتر طور پر مسلح ہو کر اس جہاد میں حصہ لے سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درخواست ہائے دعا

○ اسیران راہ مولیٰ جو ایک عرصہ سے قید و بند کی تکالیف برداشت کر رہے ہیں احباب جماعت کا فرض ہے کہ وہ جلسہ سالانہ کی خاص دعاؤں میں اپنے ان بھائیوں کی باعزت رہائی کے لیئے دعائیں جاری رکھیں۔ (ادارہ)

○ خاکسار کی اہلیہ صوفیہ فضل احمد صاحبہ ان دنوں دل کے درد کی وجہ سے سخت علیل ہیں۔ خاکسار انہیں چیک اپ اور علاج کے لئے امریکہ لے جا رہا ہے احباب کرام سے موصوفہ کی کامل شفایابی کے لیئے درخواست دعا ہے۔

(سید فضل احمد آف پٹنہ امیر جماعت احمدیہ صوبہ بہار)

○ کشمیر کے ناساعد حالات سے احباب جماعت بخوبی واقف ہیں صرف مولیٰ کریم کے فضل و کرم سے جماعتوں میں تا حال ہر طرح کی خیریت ہے احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ رب کریم ان پریشان کن حالات میں تمام کشمیری بھائیوں خاص طور پر احباب جماعت کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

○ جماعت کے بچے بچیاں روزگار اور تعلیم کے سلسلہ میں وادی سے باہر ہیں کچھ بیرون ملک میں ہیں سب کی صحت و سلامتی کامیابی و کامرانی، بیماروں کی شفایابی کے لیئے درخواست دعا ہے۔

(عبدالحمید ٹاک امیر جماعت احمدیہ کشمیر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت محسن انسانیت

از محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت

بدا کریما محسنا جم العطایا والجدا
احسانه یصبی القلوب وحسنه یروی الصدا
(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم وصف ظلمت میں بیان فرمایا ہے جس کے معنی ہیں "اسے سرو قوی القوی" گویا آپ کامل ہستی کے مظہر اتم تھے۔ اور خدا تعالیٰ کی نازل کردہ کامل شریعت کے سب سے بڑے عالم باعمل اور معلم انسانیت تھے۔ ظاہر ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کسی کو ہر لحاظ سے کامل نہ بنائے۔ وہ سب انسانوں کا رہنما کیسے بن سکتا ہے۔ کامل کے نقش قدم پر چل کر ہی کمال حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ناقص کی پیروی سے ناقص ہی بنے گا۔ بقول حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ ؎

اوکہ خویشتن گم است کرا رہبری کند

یعنی جو خود گمراہ ہو۔ وہ دوسروں کو کیسے راستہ دکھا سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جب آپ پر پہلی وحی نازل فرمائی تو اس میں آپ کو بتا دیا تھا کہ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ کہ میں تجھے وہ علوم عطا کرنے والا ہوں جو نہ آدم کو ملے نہ ابراہیمؑ کو ملے نہ موسیٰؑ کو ملے نہ عیسیٰؑ کو ملے اور نہ ہی کسی اور نبی کو ملے۔ اسی وحی کے ساتھ یہ حکم دیا۔ اقرأ یعنی جا اور دنیا کو میرا پیغام پہنچا دے آپ معلم بھی تھے مربی بھی تھے۔ معلم بھی ایسے کہ اعلم الناس اور مربی بھی ایسے کہ خدا تعالیٰ کی صفت رب العالمین کے مظہر کامل۔ غرضیکہ ایک کامل قوتوں والے انسان میں جس قدر اوصاف پائے جانے چاہئیں وہ سارے کے سارے پوری شان اور عظمت کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائے جاتے تھے۔ ازاں جملہ وصف احسان بھی دوسرے جملہ اوصاف کی طرح پایا جاتا تھا

آپ تو اخلاق فاضلہ کے مجسم تھے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ "خلق عظیم" آپ کو عطا ہوئے تھے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کان خلقه القرآن کہ آپ اخلاق قرآنی کے اسوہ حسنہ تھے۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام میں بھی اعلیٰ اخلاق۔ اوصاف اور امتیازی خوبیاں تھیں۔ لیکن آپ کی شان اُن سب میں ممتاز تھی آپ کے بارہ میں تو خدا تعالیٰ کا ارشاد تھا فبهداهم اقتده کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات متفرقہ کو اپنے اندر جمع کرو۔ آپ کے کمالات کا اظہار کسی نے کیا خوب بیان کیا ہے ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

سورہ مریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے ضمن میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خبر کسی فرشتہ نے ایک تندرست بشر کی شکل میں ظاہر ہو کر نہیں دی۔ بلکہ آپ خود ایک کامل القویٰ مرد تھے۔ جن کے اندر تمام مردانہ صفات اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر تھیں۔ حضرت عیسیٰ کی خبر دینے والا فرشتہ بشر کہلاتا تھا رجل نہیں اور بشر کا وجود متمدن انسان کے دور سے پہلے تھا یعنی بشر انسان کا پہلا درجہ تھا۔ لیکن انسان اس کا آخری درجہ ہے پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کامل قوائے انسانی کے ظہور تھے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سورہ مریم اور انجیل کے بیان کے مطابق صرف بشری طاقتوں کے ظہور تھے حضرت مسیح علیہ السلام بے شک اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے نمونہ تھے۔ مثلاً انجیل سے آپ کی شادی ثابت نہیں اس لئے شادی شدہ لوگوں کی متاہلانہ زندگی میں آپ کوئی رہنمائی نہیں کر سکتے تھے۔ اسی طرح آپ بادشاہ بھی نہیں ہوئے مگر یہ دونوں اوصاف اکرام کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پوری شان سے جلوہ گر تھے۔ اسی طرح بقول انجیل جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جبرئیل نازل ہوا تو وہ ایک کبوتر کی شکل میں نازل ہوا۔ (متی باب ۳ آیت ۱۶) جو ایک کمزور اور نحیف جانور ہے اور بلی بھی اس کو کھا جاتی ہے مگر جب وہی جبرئیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تو ایک قوی ہیکل انسان کی صورت میں نازل ہوا جس نے اپنی پوری طاقت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھینچا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ فرشتہ نے مجھے ایسا بھینچا کہ میری مقابلہ کی طاقت بالکل جاتی رہی۔ یہی وہ خصوصیت ہے جس کی وجہ سے سورہ مریم کے بعد سورہ طٰہٰ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ جا اور فرعون تک میرا پیغام پہنچا دے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھبرا کر کہا کہ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ (طٰہٰ ع ۲) اے خدا یہ ایسا بوجھ نہیں جس کو میں اکیلا برداشت کر سکوں اس لئے میری مدد کے لئے میرے ہی اہل میں سے ایک آدمی میرے ساتھ مقرر کر دیں۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا بلکہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ سے کہا کہ جا اور دنیا تک میرا پیغام پہنچا دے تو آپ نے اکیلے ہی اس بوجھ کو برداشت کر لیا۔ اور خدا کا پیغام پہنچانے کے لئے اپنے گھر کی طرف چل پڑے اور جس دلیری سے آپ نے یہ فریضہ ادا کیا۔ وہ تاریخ میں بے مثال ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت سورہ مومنون میں بیان کردہ مدارج انسانیت کی معراج پر پہنچی جس کا ذکر ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ میں ہے یعنی ترقی کرتے کرتے انسان خدا تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں بنا تھا پھر ترقی کرتے کرتے ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے اس کے اپنے ہاتھ پاؤں خدا تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں اور اس کی اپنی زبان خدا تعالیٰ کی زبان بن جاتی ہے اور وہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کا مصداق ہو جاتا ہے۔ یہ انسانی کمال کا وہ آخری نقطہ ہے جس پر پہنچ کر خدا کی صفات اُس کے آئینہ قلب میں منعکس ہونے لگتی ہیں۔ اور وہ اُس کے جلال اور جمال کا مظہر ہو جاتا ہے آخر اسے ایک نئی روحانی پیدائش حاصل ہو جاتی ہے اور انسانیت اپنے معراج کمال کو پہنچ جاتی ہے

خدا تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتا ہے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ (سورۃ المومنون آیت ۱۱۷)

کیا تم یہ سمجھا کرتے تھے کہ ہم نے تم کو بغیر کسی مقصد کے پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے نہیں

جاتے گئے۔ پس اللہ بڑی بلند شان والا بادشاہ اور قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ عرش کریم کا رب ہے۔ یہ چار صفات جو اس آیت میں بیان کی گئی ہیں یہ سورۃ فاتحہ کی چار صفات کے لئے بطور منبع ہیں۔ سورۃ فاتحہ میں جو ترتیب رکھی گئی ہے وہ اس سورۃ کے لحاظ سے موزوں تھی اور جو اس جگہ ترتیب رکھی گئی ہے یہ پیدائش عالم کے لحاظ سے موزوں ہے اس آیت کی صفت رب العرش الکریم میں بتایا گیا ہے کہ وہ تمام صفات حسنہ کا مرکز اور حکومت کا مالک ہے اور اس کا عرش کریم ہے۔ کریم اُسے کہتے ہیں جس میں اعزاز اور احسان پایا جاتا ہو اور یہی رب العالمین میں بیان کیا گیا ہے۔ غرض رب العالمین کی صفت تابع ہے رب العرش الکریم کی صفت کے اور مالک یوم الدین کی صفت تابع ہے اُس کے ملک ہونے کی صفت کے اور الرحیم کی صفت تابع ہے الحق کی صفت کے اور الرحمٰن کی صفت تابع ہے لا الٰہ الا ھو کی صفت کے۔ پھر لا الٰہ الا ھو جو وحدانیت کا منبع ہے اُس کے ساتھ قربانی اور ایثار کا تعلق ہے کیونکہ وحدانیت تقاضا کرتی ہے کہ بغیر کسی مزدوری اور محنت کے دوسرے پر احسان کیا جائے اور یہ چیز تو انسان کی فطرت میں رکھی گئی ہے چنانچہ دیکھو قطع نظر اس خیال کے کہ بڑے ہو کر بچہ کسی کام بھی آئیگا یا نہیں۔ ماں باپ اُسے پالتے اور اُس کے آرام و راحت کا ہر طرح خیال رکھتے ہیں۔ وہ اپنے دن کا آرام اور راتوں کی نیند اُس کے لئے حرام کر دیتے ہیں اور پھر ممکن کوشش اُس کے بقا اور تحفظ کے لئے کرتے ہیں یہ صفت وحدانیت کا ہی پر تو ہے جو انسان میں دکھائی دیتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو بہت اعلیٰ و ارفع ہے ۔

قدان احمد اکہ داند جز خداوند کریم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق احسان بدرجہ اتم اور اپنی ذاتی شان کمال میں تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرماتے ہیں ۔

آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید
کس ندیدہ در جہاں از مادرے

ترجمہ: وہ مہربانیاں جو مخلوق نے اُس سے دیکھیں وہ کسی نے اپنی ماں سے بھی نہیں پائیں۔ اسی طرح ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کا مقام دیکھ لیتا ہے وہ خود بھی توحید کے مقام پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ توحید کے مقام پر کھڑا ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جس طرح اسی توحید اور تفرید سے نسبت ہے۔ اسی طرح انسان سے بھی محبت ہو جاتی ہے اور اس کے مقابلہ میں ساری دنیا کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ یہی وہ مقام ہے جیسے حدیث قدسی میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ لولاک لما خلقت الافلاک یعنی اے محمد رسول اللہ اگر تو نہ ہوتا تو میں زمین و آسمان کو بھی پیدا نہ کرتا پھر یہی توحید کا مقام تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سید ولد آدم اور اولین و آخرین کا سردار بنایا اور فیصلہ فرمایا کہ اب کوئی ماں ایسا بچہ نہیں جن سکتی جو آپ کے درجہ کی بلندی کو پہنچ سکے۔ پھر اس لحاظ سے بھی آپ توحید کے مقام پر تھے کہ توحید کے قیام کے لئے آپ نے اسی قدر جد و جہد کی کہ دنیا و مافیہا آپ کی نظروں سے غائب ہو گئے اور خدا ہی خدا آپ کو نظر آنے لگا۔ اور پھر اس لحاظ سے بھی آپ توحید کے مقام پر تھے کہ توکل کا بلند ترین مقام آپ کو حاصل تھا اور آپ کی نظر خدا تعالیٰ کے سوا اور کسی کی طرف اٹھتی ہی نہیں تھی۔ پھر رب العرش الکریم کے ماتحت صفت رب العالمین کا مادہ بھی خدا تعالیٰ نے ہر انسان میں پیدا کیا اور اُسے اتنا وسیع کیا کہ ہر ماں اور ہر باپ اپنے بچہ کی تربیت کر رہا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو یہ صفت اس درجہ تک پائی جاتی تھی کہ دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں کہ جو آپ کے احسان سے باہر رہ گئی ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ رب العالمین میں تمام مخلوق شامل ہے یعنی انسان بھی اس میں شامل ہیں۔ حیوان بھی اس میں شامل ہیں۔ مرد بھی اس میں شامل ہیں عورتیں بھی اس میں شامل ہیں۔ مومن بھی شامل ہیں، کافر بھی شامل ہیں۔ امیر بھی شامل ہیں اور غریب بھی شامل ہیں۔ یہاں تک کہ انبیاء اور ملائکہ بھی اس میں شامل ہیں اب جب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ صفت رب العالمین کے ایسے کامل مظہر تھے کہ دنیا کی کوئی مخلوق آپ کے احسان سے باہر نہیں تھی۔ مخلوق میں سے اہم ترین حیوان ہیں جن کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو کئی قسم کے احکام دئے ہیں۔ مثلاً آپ نے فرمایا کہ آزاد جانوروں کو باندھ کر مت رکھو اگر باندھ کر رکھتے ہو تو ان کے کھانے پینے کا انتظام کرو۔ کسی جانور کو کسی دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرو تاکہ اُسے تکلیف نہ ہو۔ کسی جانور کو کند چھری سے ذبح نہ کرو۔ کسی جانور کو باندھ کر نشانہ نہ بناؤ۔ کسی جانور پر اُس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ لادو کسی جانور کے منہ پر داغ نہ لگاؤ۔ اگر لگانا ہو تو پیٹھ پر لگاؤ۔ اسی طرح فرمایا کہ جو پالتو جانور ہیں ان کو دانے وغیرہ ڈال دینا بھی ثواب کا موجب ہے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص جو جانوروں کو دانے وغیرہ ڈالا کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے اُس کی یہ نیکی ایسی پسند آئی کہ اس نے اس نیکی کے عوض اُسے اسلام میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمادی۔ عورتوں کے حقوق کا آپ کو بے حد خیال تھا۔ ارشاد خداوندی ہے۔ ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف کہ جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں۔ اسی طرح عورتوں کے بھی بہت سے حقوق ہیں جو مردوں کو ادا کرنے چاہئیں۔ پھر ہر شعبہ زندگی میں عورت کی ترقی کے راستے آپ نے کھولے اُسے جائیداد کا مالک قرار دیا۔ اُس کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھا۔ اُس کی تعلیم کی نگہداشت کی۔ اُس کی تربیت کا حکم دیا اور پھر فیصلہ فرمایا کہ جس طرح جنت میں مرد کے لئے ترقیات کے غیر متناہی مراتب ہیں۔ اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ترقیات کے غیر متناہی دروازے کھلے ہیں۔

پھر انسانوں میں قوموں اور مذہبوں اور حکومتوں کے تفاوت کی وجہ سے اختلاف ہوتا ہے اور اس اختلاف کے نتیجہ میں کئی دفعہ لڑائیاں ہو جاتی ہیں۔ مگر جہاں گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہوتی ہے۔ جہاں کوئی انسان کسی کی پرواہ نہیں کرتا وہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ آواز بلند ہوتی ہے کہ دیکھنا ان کہنا، بلیا سنے کسی عورت کو نہ مارنا کسی بچے کو نہ مارنا۔ کسی پنڈت یا پادری یا راہب کو قتل نہ کرنا باغات نہ جلانا معبد نہ گرانا پھل دار درخت نہ کاٹنا۔ جھوٹ اور فریب سے کام نہ لینا کبھی ایسے شخص کو قتل نہ کرنا جنہوں نے تمہارے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہوں۔ زخمی کو نہ مارنا کسی کو آگ سے عذاب نہ دینا۔ کفار کا مثلہ نہ کرنا گویا تمثیلی زبان میں اگر ہم ان ہدایات کو بیان کریں تو اس کا نقشہ یوں کھینچا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں نے ایک لمبے عرصہ تک کفار کے مظالم برداشت کرنے کے بعد جب تلواریں سونتیں کر کفار پر حملہ آور ہو سکے تو وہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسلمانوں کے لشکر ہی کی کمان نہیں کر رہے بلکہ آپ کفار کے لشکر کی بھی کمان کر رہے تھے اور انہیں بھی مسلمانوں کے حملہ سے بچا رہے تھے۔ پس لڑائیوں میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفت رب العالمین کا مظہر ہونے کا ثبوت نظر آتا ہے

(باقی صفحہ ... پر)

انسانیت کے سچے خادم

برِّ صغیر کے پیشوایانِ مذاہب

مسلم صوفیاء، شعراء اور دانشوروں کی نظر میں

بزرگوں کو ادب سے یاد کرنا یہی اکسیر ہے اور کیمیا ہے

(محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخِ احمدیت ربوہ)

قدیم تہذیبوں کا گہوارہ

برِّ صغیر پاک و ہند مذاہب عالم کا عجائب گھر ہے۔ بہت سی قوموں کی آماجگاہ اور متعدد قدیم تہذیبوں کا گہوارہ رہا ہے جس میں دنیا کے دوسرے ممالک کی طرح کئی مقدس اور برگزیدہ ہستیوں نے جنم لیا اور اپنی تعلیمات سے اس خطہ کو بقعۂ نور بنا دیا۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود و مہدی مسعود نے اپنی زندگی میں شائع ہونے والی اپنی آخری تالیف "چشمہ معرفت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"ہم اس بات کا اعلان کرنا اور اپنے اقرار کو تمام دنیا میں شائع کرنا اپنی ایک سعادت سمجھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے نبی سب کے سب پاک اور بزرگ اور خدا کے برگزیدہ تھے۔ ایسا ہی خدا نے جن بزرگوں کے ذریعہ سے پاک ہدایتیں آریہ ورت میں نازل کیں اور نیز بعد میں آنے والے آریوں کے مقدس بزرگ تھے جیسے کہ راجہ رام چندر اور کرشن یہ سب کے سب مقدس لوگ تھے"

(چشمہ معرفت ضمیمہ ص۱۲ مطبوعہ ۱۵ رمئی ۱۹۰۸ء مطبوعہ مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان)

مسلم قوم کے صوفیا دانشور ادیب شاعر اور نقاد مدتوں سے ان نازش فرزندانِ تاریخ کا کمال محبت و عقیدت سے تذکرہ کرتے چلے آرہے ہیں اور خصوصاً رام چندر جی مہاراج اور شری کرشن ان کے عارفانہ کلام — بھگوت گیتا کی تعریف و توصیف سے رطب اللسان ہیں۔

اس تاریخی حقیقت کے ثبوت میں بعض اہم تاثرات اور آراء و افکار ہدیۂ قارئین ہیں۔

۱۔ رام چندر جی مہاراج اور شری کرشن جی مہاراج علیہم السلام

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند (ولادت ۱۲۴۸ھ / ۱۸۳۲ء وفات ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) تحریر فرماتے ہیں۔

"رام چندر اور کرشن نبی تھے"

(ست دھرم وچار مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی)

۲۔ حضرت سید غوث علی شاہ قلندر قادری پانی پتی (۱۸۰۴ء — ۱۸۸۰ء) کی سوانح میں لکھا ہے کہ:-

"آخر شب میں یہ خواب دیکھا کہ عینا دریائے گنگ میں ایک طرف خاتم رسل ہادی سبل جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات فخر خاندان آدم رحمت عالم باعث ایجاد ارض و سماوات سردار لشکر انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہؓ کرام تشریف لائے اور ایک مجلس آراستہ و پیراستہ ہوئی۔ دوسری طرف مہاراج شری کرشن جی مع اپنے رفیقوں کے رونق افروز ہوئے۔ اور ایک سبھا جم گئی۔ کرشن جی نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ آپ ان کو سمجھائیے۔ یہ کیا کر رہے ہیں حضرتؐ نے کہا کہ مہاراج تم ہی سمجھاؤ۔ پھر مہاراج نے مجھ کو بلایا اور کہا کہ سنو! برخوردار! تمہارے یہاں کیا کچھ نہیں جو دوسری طرف ڈھونڈتے ہو۔ کیا تم نے دوئی سمجھی ہے۔ یہاں اور وہاں سب ایک بات ہے۔

البتہ پنتھ جدا جدا ہیں۔"

(تذکرہ غوثیہ ص۵۲ مرتبہ مولانا شاہ گل حسن دارالاشاعت اردو بازار کراچی)

۳۔ شاعرِ مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال (۱۸۷۷ء — ۱۹۳۸ء) کا خراجِ عقیدت:

لبریز ہے شرابِ حقیقت سے جامِ ہند
سب فلسفی ہیں خطۂ مغرب کے رامِ ہند
اس دیس میں ہوئے ہیں ہزاروں ملک سرشت
مشہور جن کے دم سے ہے دنیا میں نامِ ہند
ہے رام کے وجود پہ ہندوستاں کو ناز
اہلِ نظر سمجھتے ہیں اس کو امامِ ہند
اعجاز اس چراغِ ہدایت کا ہے یہی
روشن تر از سحر ہے زمانے میں شامِ ہند
تلوار کا دھنی تھا شجاعت میں فرد تھا
پاکیزگی میں جوشِ محبت میں فرد تھا

(بانگ درا ص۱۹۵ طبع سیزدہم اکتوبر ۱۹۴۹ء)

۴۔ حضرت خواجہ غلام فرید سجادہ نشین چاچڑاں شریف (۱۸۴۱ء — ۱۹۰۱ء) کے مطبوعہ ملفوظات میں یہ ذکر ملتا ہے کہ:-

"تمام اوتار اور رشی لوگ اپنے اپنے وقت کے پیغمبر اور نبی تھے اور ان میں سے ہر ایک کے پاس کتاب ہے چنانچہ چار وید زبان سنسکرت میں اب بھی موجود ہیں اور ان میں سے ہر نبی لوگوں کی رسومات بد توڑنے کے لئے مبعوث ہوا۔ لیکن جب ہندو لوگوں میں برہمنوں کی قدر و منزلت حد سے زیادہ ہونے لگی۔ برہمنوں نے یہ مشہور کر دیا کہ خلق کی حق رسائی ان کی وساطت کے بغیر ناممکن ہے۔ ان فاسد عقائد کو مٹانے کے لئے مہاتما بدھ مبعوث ہوئے .... ان لوگوں میں اگرچہ عادات اور عبادات کے فروع میں اختلاف ہے لیکن اصل سب کا ایک ہے یعنی رجوع الی اللہ تعالیٰ اور توحید۔

اس کے بعد فرمایا کہ زرتشت صاحب کی نبوت بھی ایک طرح سے حدیث شریف سے ثابت ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے تفترق امتی علی ثلث و سبعین فرقۃ یعنی میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ اس کی تفصیل میں لکھتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق مجوس (زرتشتی آتش پرست) کے ستر فرقے ہوں گے یہود کے اکہتر، نصاریٰ کے بہتر اور مسلمانوں کے تہتر فرقے ہوں گے۔ چونکہ مجوس جو زرتشت کی امت ہیں کا ذکر اہل کتاب کے مقابلے میں آیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ زرتشت صاحب بھی اپنے وقت کے نبی و پیغمبر تھے ....

(ہندوستانی) راگ جو ہندوستان میں مروج ہیں چھ ہیں۔ اول بھیرو، دوم سری، سوم میگھ، چہارم ہنڈول، پنجم مالکوس، ششم دیپک۔ چنانچہ تمام راگنیاں ان چھ راگوں سے نکلی ہیں (اس وقت راقم (مرتب) کے دل میں خیال آیا کہ حضرت اقدس سے دریافت کروں کہ راگ کا موجد کون ہے۔ آپ نے اس خیال سے مطلع ہو کر فرمایا کہ) اہل ہند کے راگ منزل (نازل شدہ) ہیں یہ راگ تمام رشیوں اور اوتاروں پر جو پیغمبر ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں چنانچہ وید میں جو ایک نازل شدہ اور آسمانی کتاب ہے راگ اور رقص کے نزول کا ذکر آیا ہے۔"

(مقابیس المجالس ص۳۸۸، ۴۹۰، ۴۹۱ ۔ ناشر بزمِ اتحاد المسلمین لاہور اشاعت رجب ۱۴۱۱ھ)

۵۔ مولانا محمد علی صاحب مونگھیری اپنے مرشد مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی (۱۷۹۳ء — ۱۸۹۳ء) کی نسبت تحریر فرماتے ہیں:-

"ایک روز بعد عصر بخاری شریف کے سبق میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر آیا۔ صاحبزادہ جناب احمد میاں صاحب نے فرمایا کہ کنہیا کی سولہ ہزار گوپیاں تھیں ارشاد ہوا کہ حضرت کے پیشتر یہ لوگ

مسلمان تھے۔ فقیر کہتا ہے کہ بعض اور حضرات نقشبندیہ نے بھی ایسا کچھ کہا ہے۔ چنانچہ قیوم دوران حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ (۱۶۹۸ء سے ۱۷۸۱ء) اس شخص کے خواب کی تعبیر میں فرماتے ہیں جس نے دیکھا تھا کہ ایک جنگل آگ سے بھرا ہوا اور کنہیا اُس کے بیچ میں ہے اور رام چندر اس کے کنارے پر۔ ایک شخص نے اس کی تعبیر میں بیان کیا کہ یہ لوگ کافروں کے سردار ہیں اس لئے جہنم کی آگ میں جلتے ہیں مرزا صاحب نے فرمایا کہ اس کی تعبیر دوسری ہے جتنے لوگ گذر گئے ہیں ان میں سے کسی خاص شخص پر کفر کا حکم کرنا بغیر ثبوت شرعی جائز نہیں ہے اور ان دونوں کا حال نہ قرآن مجید میں ہے نہ حدیث میں اور قرآن مجید میں آچکا ہے کہ ہر قریہ میں ہدایت کرنے والا گزرا ہے اس سے ظاہر ہے کہ ہنود میں بھی کوئی ہادی گذرا ہوگا اس تقدیر پر ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اپنے عہد میں ولی ہوں یا نبی اور رام چندر نسبت سلوکی تعلیم کرتا ہو اور کشن نسبت جذبی کی چونکہ کنہیا میں ذوق و شوق کا غلبہ تھا اس لئے وہ عشق و محبت کی آگ میں جلتا ہوا نظر آیا اور رام چندر پر سلوک غالب تھا جذب کو طے کر چکا تھا اس وجہ سے وہ آگ کے کنارے نظر آیا"

"مقامات مظہری میں حضرت محمد افضل علیہ الرحمہ سے استفادہ کے ذکر میں یہ مضمون ہے جس کا ترجمہ بیان کیا گیا اور حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے ایک مکتوب میں اس کی زیادہ تشریح کی ہے اور وید کو کتاب آسمانی لکھا ہے۔"

(ارشاد رحمانی و فضل یزدانی صفحہ ۴۵-۴۴ مع حاشیہ مؤلفہ مولانا محمد علی مونگیری طبع تری پریس لکھنؤ۔ تالیف ۱۳۰۶ ہجری بمطابق ۱۸۸۹ء)

۶۔ علامہ نواب وحید الزماں صاحب (۱۸۵۰ء۔ ۱۹۲۰ء) مترجم قرآن حیدرآباد دکن نے اپنی مشہور تفسیر وحیدی میں (تحریر فرماتے ہیں)

"یہ بھی یاد رہے کہ حضرت کرشن علیہ السلام خدا کے ایک برگزیدہ اور راستباز انسان تھے اور وہ اپنے زمانہ میں اپنی قوم کے لئے خدا کی طرف سے نذیر ہو کر آئے تھے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ اس آیت سے یہ صاف نکلتا ہے کہ ہر ملک اور قوم میں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہو چکے ہیں۔"

(تفسیر وحیدی زیر آیت وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر)

۷۔ شمس العلماء مولانا حسن نظامی (۱۸۷۸ء۔ ۱۹۵۵ء) جانشین درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء مدیر "منادی" نے حضرت شری کرشن کے بارہ میں ایک کتاب "کرشن بیتی" تصنیف کی جس میں لکھا:۔

"سلام تجھ پر اے غریب گوالن کی گود ٹھنڈی کرنے والے سلام تجھ پر اے گمناموں کے نام کو چار چاند لگانے والے۔ اے وہ جو ایک مفلس دودھ والی کی آغوش میں امیروں کی پھولوں کی سیج سے زیادہ آرام میں پاؤں پھیلا کے سوتا ہے، تجھ پر ہزاروں سلام ..... ہندوستان میں جس قدر اوتار اور راہنما گذرے ہیں ان سب میں شری کرشن باعتبار صفات گوناگوں ممتاز تھے۔"

(کرشن بیتی صفحہ ۲۲ سے ۲۴۔ ہلالی پریس دہلی سنہ ۱۹۱۷ء)

۸۔ مولانا سید اختر ہوائی ایڈیٹر "جام جہاں نما" لکھنؤ لکھتے ہیں:۔

"میرے خیال میں وہ (کرشن جی) برگزیدہ اوتار تھے اور دنیا کی ہدایت کے لئے مامور من اللہ ہو کر ظاہر ہوئے تھے۔ ان کا تقدس اور احترام دنیا کے ہر شخص پر یکساں واجب ہے۔"

(اخبار پیج کرشن نمبر ۱۶ر اگست سنہ ۱۹۳۶ء بحوالہ ریویو آف ریلیجنز اردو فروری سنہ ۱۹۴۰ء صفحہ ۱۳-۱۴)

۹۔ مولانا محمد اسمٰعیل خان صاحب دہلوی بی اے ایڈیٹر ڈان (الہ آباد) و پرائیویٹ سیکرٹری مولانا ابوالکلام آزاد تحریر فرماتے ہیں:۔

"مسلمانوں کا طرز عمل اور خصوصیت سے بعض صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کا مسلک ظاہر اور واضح ہے کہ وہ شری کرشن جی کو ایک بزرگ اور مصلح مانتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالرزاق بانسوی قدس سرہ نے اپنے ملفوظات میں نہایت احترام سے سری کرشن جی کی بزرگی اور عظمت کا تذکرہ فرمایا ہے اسی طرح حضرت مولانا عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اکثر فرمایا ہے کہ شری کرشن جی کے جو حالات ہیں ان کو دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ ہندوستان کے نبی ہوں، اس لئے کہ نص صریح لکل قوم ھاد۔ آیت قرآن کریم کا نظریہ بتاتا ہے کہ ہر ملک و قوم میں ایک نبی ضرور بھیجا گیا ہے اور ہندوستان کا اس نظریہ سے مستثنیٰ ہونا بعید از قیاس ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ اکثر بزرگان دین نے ایسے مقامات پر خصوصیت سے عبادت اور چلہ کشی کی ہے جہاں ہندوؤں کے مقدس مقامات ہیں۔"

(نغمۂ خداوندی صفحہ ۲)

شریمد بھگوت گیتا

۱۔ خواجہ دل محمد صاحب (۱۸۸۴ء ۔ ۱۹۶۱ء) لیکچرار ریاضی اسلامیہ کالج لاہور لکھتے ہیں:۔

"شریمد بھگوت گیتا دنیا کی قدیم روحانی کتابوں میں بے نظیر اہمیت رکھتی ہے اس کا مضمون شری کرشن جی مہاراج کا وہ اپدیش ہے جو انہوں نے ارجن کو کوروکشیتر کے میدان میں مہا بھارت کی جنگ کے وقت دیا۔ جس میں انہوں نے بتایا ہے انسان کیا ہے؟ روح کیا ہے؟ خدا کیا ہے؟ بھگتی اور وصال ایزدی کیونکر حاصل ہو سکتے ہیں؟ انسان کیونکر الٰہی کیا ہے؟ نشکام کرم یعنی بے لوث عمل کا کیا درجہ ہے؟ یہ عرفانی مضمون سنسکرت کے سات سو شلوکوں میں بیان کیا گیا ہے ہر شلوک معرفت کا حسین پھول ہے۔ انہی سات سو پھولوں کی مالا کا نام گیتا ہے۔

یہ مالا کروڑوں انسانوں کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ لیکن تاحال اس کی تازگی، اس کی نفاست، اس کی خوشبو میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یہ پھول اس باغ سے چنے گئے ہیں جس کا نام گلشن بقا ہے۔ جسے آب حیات نے سینچا ہے حسن کی اس مالا کا راج ہے جس کا نام حقیقت ہے

اس پھول مالا میں عجیب خوشبو ہے اور اس خوشبو میں عجیب تاثیر، اس مالا کو پہنو تو دل و دماغ پر لاہوتی تاثرات چھا جاتے ہیں اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں آفتاب جھلکنے لگ جاتے ہیں۔ ہر خار پھول بن جاتا ہے اور ہر پھول فردوس نگاہ عالم تمام تجلی گاہ ربانی نظر آنے لگتا ہے جسم کا تودہ خاکی نور کی صورت بن جاتا ہے دل پر ایک روحانی سکون چھا جاتا ہے اور اس پھول مالا کی ہر پتی کتاب عرفان کا ورق بن جاتی ہے۔"

(گیتا صفحہ ۹-۱۰ ترجمہ اردو نظم میں خواجہ دل محمد صاحب ایم اے۔ ناشر آزاد بک ڈپو بال بازار امرتسر)

۲۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم ایم اے ایل ایل بی پی ایچ ڈی (۱۸۹۵ء ۔ ۱۹۵۹ء) سابق ڈائریکٹر تعلیمات جموں و کشمیر بانی ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان کا تبصرہ:۔

"یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے لیکن اس کے اندر عرفان کا ایک دریا کوزے میں بند ہے۔ توحید کا بلند ترین تصور، روح انسانی کا ارتقاء کل سے واسطہ، زندگی اور موت کا راز، جسم اور روح کا تعلق، علم اور عمل کی باہمی نسبت، جذبات اور عقل کا رشتہ، صلح اور جنگ کا فلسفہ غرضیکہ حیات و ماورائے حیات کا شاید ہی کوئی اساسی مسئلہ ایسا ہو جو اس کے اندر موجود نہیں۔ گیتا کا بنیادی نظریہ قرآن کریم اور تصوف اسلامی کے نظریہ سے بہت قریب ہے ہندوؤں کے شاستروں میں یہی ایک کتاب ہے جو

ہندوؤں اور مسلمانوں کو دین قدیم کی ازلی وحدت سے آشنا کر سکتا ہے۔ ازروئے اسلام توحید اصل دین ہے۔ کائنات کی وحدت اور انسان کی وحدت اسی سے بطور نتیجہ حاصل ہوتی ہے۔ علم بھی کثرت میں وحدت کی تلاش کا نام ہے۔ اور اخلاق بھی کثرت اور تضاد میں وحدت کی کوشش ہے۔ عشق بھی وحدت کے جذباتی پہلو کا نام ہے۔ اگر یہ وحدت کی روح کسی فرد یا قوم کے علم و عمل میں سرایت کر جائے تو جنگ اضداد آشتی میں تبدیل ہو جائے۔ گیتا کی تعلیم میں تمام وہ عناصر موجود ہیں جو زندگی کے اہم مسائل کی عقدہ کشائی میں مدد دیتے ہیں۔ گیتا کا مرد عارف، یا مرد کامل کا تصور بہترین انسان، یا جدید اصطلاح میں فوق الانسان کا تصور ہے۔ بعض لوگ اس کو بے حد بلند ہونے کی وجہ سے ناقابل عمل سمجھیں گے لیکن زندگی کے تمام حقیقی نصب العین اسی انداز کے ہیں۔

گفتم کہ یافت مے نشود جستہ ایم ما
گفت آنکہ یافت مے نشود آنم آرزوست

گیتا کے مرد عارف کا مختصر خاکہ یہ ہے کہ وہ مرد موحد ہے اور اس کا قائل ہے کہ لا الٰہ الا اللّٰہ لاموجود الا اللّٰہ لا موثر فی الوجود الا اللّٰہ۔ مرد کامل اپنی خودی کو پاکیزہ و منزہ اور بلند کر کے الوہیت سے ہم آغوش ہوتا ہے۔ مرد کامل بت پرست اور دیو پرست نہیں ہو سکتا۔"

(شریمد بھگوت گیتا کا منظوم ترجمہ صفحہ ۵-۶ مترجم ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم ایم اے ایل ایل بی پی ایچ ڈی ۱۹۴۹ء)

حضرت باوا گرو نانک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت باوا نانک (۱۴۶۹ء — ۱۵۳۹ء) ایک بزرگ دیوتا تھے جو شہنشاہ ہند بابر کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور خدا تعالیٰ کے دین کی صداقت کا گواہ بن گئے، لاکھوں آدمیوں نے ان کی عظمت کو دل پر مہر کر دی اور اوّل درجہ کے ان پیشواؤں میں سے شمار کئے گئے جو ہندوؤں میں گذرے ہیں"۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی معرکہ آراء کتاب "ست بچن" میں آپ کی عظیم روحانی شخصیت اور کمالات پر بلیغ روشنی ڈالی ہے نیز فرمایا ہے کہ:-

"باوا صاحب موصوف ہندوؤں کے ایک شریف خاندان میں سے تھے ..... چونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اخلاص رکھتے تھے اس لئے بہت جلد جلد زہد اور پرہیزگاری اور ترک دنیا میں شہرت پا گئے اور ایسی قبولیت کے مرتبہ پر پہنچ گئے کہ در حقیقت ہندوؤں کے تمام گذشتہ اکابر اور کل رشیوں، رکھیوں اور دیوتوں میں سے ایک شخص بھی ایسا پیش کرنا مشکل ہے جو اُن کی نظیر ثابت ہو ہمارا انصاف ہمیں اس بات کے لئے مجبور کرتا ہے کہ ہم اقرار کریں کہ بیشک باوا نانک صاحب ان مقبول بندوں میں سے تھے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے نور کی طرف کھینچا ہے"۔

(ست بچن صفحہ ۳ مطبع ضیاء الاسلام قادیان نومبر ۱۸۹۵ء) ؎

اسی سے تو نانک ہوا کامیاب
کہ دل سے تھا قربان عالی جناب
لیا اُس کو فضل خدا نے اٹھا
ملی دونوں عالم میں عزت کی جا

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے یہ زبردست تحقیق بہت سی تاریخی دستاویزات کے ساتھ ۱۸۹۵ء میں شائع فرمائی جس کے بعد دوسرے مسلم علماء، مفکرین اور سخنوروں اور اہل دانش کی طرف سے حضرت بابا گورو نانک کی مدح سرائی کا ایک ایسا حیرت انگیز سلسلہ شروع ہو گیا ہے جس کی نظیر گذشتہ صدیوں میں ملنا ممکن نہیں۔ بطور نمونہ عہد حاضر کے لٹریچر کی روشنی میں چند اہم اقتباسات سپرد قرطاس کئے جاتے ہیں۔

اوّل:- ممتاز دیوبندی عالم الحافظ الحاج مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی (۱۸۲۸ء - ۱۹۰۸ء) کا بیان ہے کہ:-

"شاہ نانک جن کو سکھ لوگ بہت مانتے ہیں حضرت بابا فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ (۵۶۹ھ/۱۱۷۴ء — ۶۶۴ھ/۱۲۶۵ء) کے خلفاء میں سے ہیں۔ چونکہ اہل جذب سے تھے اس وجہ سے ان کی حالت مشتبہ ہوگئی مسلمانوں نے کچھ ان کی طرف توجہ نہ کی سکھ اور دوسری قومیں کشف و کرامات دیکھ کر ان کو ماننے لگے"۔

(تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۲۳۲ مولفہ الحاج محمد عاشق الٰہی میرٹھی محبوب المطابع دہلی)

دوم:- حضرت بابا نانک علامہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کی نظر میں

نانک

۱۔
قوم نے پیغام گوتم کی ذرا پروا نہ کی
قدر پہچانی نہ اپنے گوہر یک دانہ کی
آشکار اس نے کیا جو زندگی کا راز تھا
ہند کو لیکن خیالی فلسفہ پر ناز تھا
بتکدہ پھر بعد مدت کے مگر روشن ہوا
نور ابراہیمؑ سے آذر کا گھر روشن ہوا
پھر اٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے
ہند کو اک مرد کامل نے جگایا خواب سے

(بانگ درا صفحہ ۲۷۔ طبع سیزدہم اکتوبر ۱۹۴۹ء)

۲۔
تیرے پیمانے میں ہے ساقی شراب ناب بھی
تیری شخصیت نے کھینچا ہر اک کا دل کو
اپنے میدانوں میں جب رزم ممالک عام تھی
زندگی تیری سراپا صلح کا پیغام تھی
ہند کے بُت خانے میں کعبے کا تو معمار تھا
کتنا باطل سوز تیرا شعلہ گفتار تھا

(باقیات اقبال صفحہ ۳۷۵ ناشر آئینہ ادب چوک مینار انارکلی لاہور بار دوم ۱۹۶۶ء)

سوم:- خان بہادر حکیم احمد شجاع صاحب سیکرٹری پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی (۱۸۹۳ء - ۱۹۶۹ء) نے تقریباً پچاس سال قبل سکھ اخبار "شیر پنجاب" میں لکھا:-

"رام چندر جی، کرشن جی، گوتم بدھ مہاویر، جناتری پتر، بھگت کبیر گورو نانک، خواجہ معین الدین چشتیؒ اور بابا فریدؒ گنج شکر کے مقدس تذکروں سے فضائے ہندوستان آج تک گونج رہی ہے اور ہندو دھرم، بدھ مت جین مت۔ کبیر پنتھ، سکھ دھرم اور اسلامی طریقت اور تصوف کی برکتوں سے ہندوستان کے باشندے اتنے فیض یاب ہوئے ہیں کہ جاہ و جلال کے کسی اور مظہر سے نہیں ہوئے پنجاب کی سرزمین پر جو احسان گورو نانک صاحب کے ہیں انہیں کون نہیں جانتا۔ گورو نانک صاحب کی خوبیوں کا بیان اور ان کی تعلیم کی عظمت کا اظہار حقیقت میں ایک انسان کامل کے علم اور عمل کی عظمت کی داستان ہے۔

گورو نانک صاحب نے اپنی ساری عمر اس سیدھی سادی حقیقت کو آشکار کرنے میں صرف کر دی کہ اس کائنات کے پروردگار کو جس نام سے بھی پکارا جائے وہ اسی کا نام ہے اور اس کی عبادت گاہوں کو کسی نام سے بھی موسوم کیا جائے وہ اسی کی عبادت گاہیں ہیں۔ ناموں کی تبدیلی حقیقت پر اثر انداز نہیں ہوتی اور فانوسوں کا تغیر شمع کی روشنی کی رنگت کو تو تبدیل کر سکتا ہے مگر روشنی کو نہیں بدل سکتا۔ نیک عمل کرنے والوں کا رستہ الگ الگ ہوا کرے مگر ان کی منزل مقصود ایک ہی ہوتی ہے اور اگر مقصد ایک ہی ہو تو منزل اور مقام سے کوئی غرض نہیں۔

مطلب آنست کہ از یار نباشی غافل
خواہ میکدہ و خواہ بہ مسجد باشی

گورو نانک صاحب نے اپنی تعلیم کا ایسے ہمہ گیر اور مقبول عام اسلوب سے پرچار کیا کہ ہندو اور مسلمان ان کو اپنا اپنا بزرگ سمجھنے لگے"۔

(شیر پنجاب لاہور ۱۱ر نومبر ۱۹۴۳ء صفحہ ۱۲)

چہارم:- جناب سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر حریت و پیشوا دہلی کا اخبار "شیر پنجاب" میں ہی حسب ذیل نوٹ چھپا:-

"حضرت گورو صاحبؒ کی الٰہی تعلیم نے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں نفاق آباد ہند کی کایا پلٹ دی۔ سچائی اور اتحاد کا پیغام گھر گھر پہنچا۔ معرفت کے متوالے روحانیت کے اوتار ...

کی خمخانہ توحید کے ستانے نانکی آستانہ معرفت بردوش رہے۔ ساقی حقیقت آشنا کے میخانہ سے ایک بھی خالی نہ لوٹا۔ اس کے ستانوں میں ہندو بھی تھے اور مسلمان بھی۔ جنکی دوستی اور عقیدت کا یہ عالم تھا کہ ہندو ان کو ہندو سمجھتے تھے اور مسلمان ان کو مسلمان سمجھتے تھے۔ لیکن وہ کیا تھے اس کو دیکھنے کے لئے حقیقت آشنا آنکھیں، معرفت آگاہ بصری ضرورت تھی اور وہ دل نظر آتے اسلام حضرت بابا فرید، حضرت میاں میر وغیرہ کا تھا۔ انہوں نے گورو صاحب کو دیکھا بھی اور سمجھا بھی...

حضرت بابا صاحب کا یہ پیغام اسلام سے جتنا قریب ہے اس پر کسی تبصرے کی ضرورت نہیں۔ توحید اور خالص توحید کا جو معیار حضرت بابا صاحب نے پیش کیا ہے اس کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو آج سکھوں اور مسلمانوں میں کوئی تفریق نہ ہونی چاہیئے۔"

(شیر پنجاب لاہور ۱۱ر نومبر ۱۹۴۳ء صفحہ ۲۲)

پنجم ـ ملا واحدی دہلوی (۱۸۸۸ء-۱۹۷۶ء) مولف "حیات سرور کائنات" وسیونسپل کمشنر دہلی کے ۔ ۵۰ سال قبل کے ایک حقیقت افروز مضمون اقتباس :-

" جہاں حالت اصلاح طلب ہوا کرتی ہے وہیں خدا مصلح پیدا کرتا ہے اور وہ مصلح نمونہ ہوتے ہیں عالم انسانیت کے اس دور کا جب تمام انسان برباد ہو جائیں گے۔ بابا گرو نانک صاحب ویسے ہی انسان تھے۔ جیسے شاید ہزار دو ہزار برس بعد کے انسان ہوں یا شاید بھی نہ ہوں .... ہندوستان میں بہت سے بزرگ ایسے گزرے ہیں جنہوں نے ہندو مسلمانوں کو ملانے کی کوشش کی لیکن اس مشن میں بابا گرو نانک کی کوشش کم از کم اس حد تک سب سے زیادہ کامیاب رہی کہ آج تک ان کے پیروؤں کی ایک بڑی جماعت پائی جاتی ہے ...... بابا گرو نانک صاحب حقیقۃً کیا تھے۔ وہ تو اس واقعہ سے سمجھا جا سکتا ہے کہ جب آپ کا انتقال ہوا تو ہندو انہیں جلانا چاہتے تھے اور مسلمان دفن کرنے کے خواہاں تھے

بابا نانک صاحب نے انتقال سے پہلے وصیت کردی تھی کہ میری لاش کے ایک طرف مسلمان پھول رکھ دیں اور دوسری طرف ہندو اور جس کے پھول صبح تک تر و تازہ رہیں وہ اپنے طریقہ پر میری کریا کرم یا تجہیز و تکفین کریں۔ لیکن دوسرے دن صبح کو لوگوں نے دیکھا کہ پھول کسی کے نہیں مرجھائے اور لاش غائب ہے آخر ہندوؤں نے دریائے راوی کے کنارے ان کی یادگار میں ایک سمادھی بنادی اور مسلمانوں نے گنبد تعمیر کر دیا۔ بابا گورو نانک صاحب کی تعلیمات اسلام کے بہت قریب ہیں۔"

(شیر پنجاب لاہور ۱۱ر نومبر ۱۹۴۳ء صفحہ ۲۲)

ششم :- جناب عبدالمالک صاحب عاصی نظامی دہلوی ناظم اعلیٰ اردو محفل صدر مجلس ادب دہلی کا نذرانہ عقیدت :-

آپ کے فیض سے بدلی ہے ہوائے عالم
گلشن دہر بنا رشک گلستان ارم
تخت اخلاص و وفا کس کو ہوا یہ حاصل
کس کو اللہ نے بخشا یہ مقام اعظم
عدل و انصاف میں یکتا تھے جناب "بابا"
کب گوارا کیا مغلوب یہ غالب کا ستم
خرمن رشک و کدورت کیلئے "برق غضب"
کشت اخلاص و محبت کیلئے "ابر کرم"
آپ کے خلق کی تعریف جہاں ہوتی ہے
تفرقہ آتی ہے وہاں گردن خراب بھی خم
آپ کی مدح سرائی سے زباں ہے قاصر
آپ کے وصف کی تحریر سے عاجز ہے قلم

(شیر پنجاب، لاہور ۱۱ر نومبر ۱۹۴۳ء صفحہ ۲۵)

ہفتم :- مولانا سید ابوالحسن ندوی (ولادت ۱۹۱۴ء) ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم مجلس تحقیقات و نشریات اسلام کے بانی رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے بانی رکن اور شاہ فیصل ایوارڈ کے انعام یافتہ ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں :-

" گرو نانک پندرھویں صدی عیسوی کے ایک مغلوب الحال بزرگ تھے۔"

(سیرت حضرت سید احمد صاحب، ص ۱۱۲-۱۱۱ طبع دوم ۱۹۶۸ء)

امن عالم کیلئے رہنما اصول

بالآخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم مبارک سے امن عالم کا ایک رہنما اور سنہری اصول سپرد قرطاس کیا جاتا ہے حضور ارشاد فرماتے ہیں :

" یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑ ہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھادی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔ اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا.... کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔"

(تحفہ قیصریہ صفحہ ۷ مطبوعہ قادیان مطبع ضیاء الاسلام ۲۵ رمئی ۱۸۹۷ء)

انسانیت کی کشتی ہے گرداب میں پھنسی

نقش دوئی کو دل سے مٹانا پڑے ہمیں
رو رو کے اپنا یار منانا پڑے ہمیں
انسانیت کی کشتی ہے گرداب میں پھنسی
خود ڈوب کر بھی اس کو بچانا پڑے ہمیں
" غم اپنے دوستوں کا بھی کھانا پڑے ہمیں
اغیار کا بھی بوجھ اٹھانا پڑے ہمیں"
انساں ہزار نیند میں سویا پڑا ہے آج
اس کو ہزار بار جگانا پڑے ہمیں
بڑھ بڑھ کے وار کرتے ہیں دشمن بن ہتھیار
ہر وار بڑھ کے سینہ پہ کھانا پڑے ہمیں
" پھیلانے گی صداقت اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں"
ہر احمدی کے دل میں بسا ہے وہ خوبرو
دل چیر کے سبھی کو دکھانا پڑے ہمیں
اس کا ہی نام لیں گے صدا اپنے جسم و روح
دار و رسن ہو جیل میں جانا پڑے ہمیں
" اس زندگی سے موت ہی بہتر ہے لے جنداں
جس میں کہ تیرا نام چھپانا پڑے ہمیں"
نور خدا ہے نور محمد میں موجزن
مژدہ یہ سب جہاں کو سنانا پڑے ہمیں
مرزا غلام احمد مہدی پاک ہیں
یہ گیت سب جہان میں گانا پڑے ہمیں
" مجبور کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو منکر
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں"

طالب دعا، چوہدری عنایت اللہ احمدی حال لندن
سابق مبلغ مشرقی افریقہ

قطعات

دیتا ہے اک یار مرادیں پچھلے پہر کی شب میں
سنتا ہے وہ سب فریادیں پچھلے پہر کی شب میں
کرتا ہے اعلان کہ آؤ مجھ سے مانگو مجھ سے پاؤ
دیتا ہے وہ روز نیازیں پچھلے پہر کی شب میں

(۲)

دانے دانے پہ مہر لگی ہے اس کو کون مٹائے
جس دانے کو مولیٰ چاہے اس کو ہی بندہ کھائے
مولیٰ کی قدرت کے آگے کوئی مشکل کام نہیں
کرم کرے جس مٹی پر بھی وہ سونا بن جائے

(۳)

ظلمت کو ہر دم کرے جو ناپسند
دریچہ دل کو بھی رکھے جو بند
نکالے نہ کینہ جو دل سے کبھی
نہیں اثر کرتی اسے کوئی پند

(خواجہ عبدالمومن مومن اوسلو ۔ ناروے)

وید اور قرآن ایک ہی نور کی کرنیں

مکرم ڈاکٹر محمد طاہر صاحب ڈیٹرائٹ لینڈ امریکہ

نہ تو یہ کوئی ریسرچ مقالہ ہے اور نہ کوئی خاص انکشاف۔ لیکن اس کے مطالعہ سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ مذاہب ایک ارتقائی مرحلہ یعنی EVOLUTIONARY (PROCESS) میں جوں جوں انسانی دماغ اور اس کے گرد و نواح ترقی پاتے گئے توں توں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے تعلیم کے طریقے بدلتا گیا۔ ہاں تعلیم کا مقصد "عشق باری تعالےٰ" وہی رہا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرَاھِیْمَ وَ مُوْسٰی۔ یعنی یقیناً یہ بات پہلے صحیفوں میں بھی درج ہے ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں بھی" یہاں صحف اولیٰ سے کیا مراد ہے۔ اگر بائبل کے علاوہ نظر دوڑائی جائے تو اس زمانے میں دو کتابیں ایسی نظر آتی ہیں کہ جن کے متعلق ہم سوچ سکتے ہیں کہ شاید یہ کتابیں کسی زمانہ میں روحانی کتابیں تھیں۔ اور پھر زمانے کے زیر و بم نے ان میں ردو بدل کر دیا ہو اور اب موجودہ شکل و صورت پرانی تعلیم سے بالکل مختلف ہے۔ یہ دو کتابیں وید اور ZANDA VESTA پارسیوں کی کتاب جو حضرت زرتشت پر اُتاری گئی تھی۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ سکندر اعظم نے جب ۳۲۰ قبل مسیح ایران پر حملہ کیا تو سب سے پہلے یہ کتاب جلا دی اور اس کے سارے نسخے تباہ کر دئے اور جو کچھ بھی اب موجود ہے وہ صرف یاد داشت سے جمع کیا گیا ہے۔

آریہ نسل کے لوگ مڈل ایسٹ کے ایک علاقہ میں جیسے ایشیا کوچک ایشیا مائنر یا CENTRAL ASIA جو آج کل ترکی کا علاقہ ہے میں رہا کرتے تھے۔ جب ان لوگوں کی آبادی بڑھ گئی۔ یا شکارگاہیں اور چراگاہیں کم ہو گئیں اور باہم جھگڑے شروع ہو گئے تو ان لوگوں نے اپنے آپ کو تین گروہوں میں تقسیم کر لیا۔ ایک گروہ مشرق وسطیٰ میں ہی بس گیا۔ دوسرا گروہ یورپ کی طرف بڑھا اور تیسرا گروہ درہ خیبر کے راستے ہندوستان میں داخل ہوا۔ یہ پورا واقعہ تاریخ میں (THE GREAT MIGRATION OF CAUCASIAN RACE) بھی کہلاتی ہے۔ جن دنوں آریہ لوگ ہندوستان میں داخل ہو رہے تھے ان دنوں ہڑپہ اور موہنجو دھارو جو کہ کراچی سے تھوڑے فاصلہ پر ایک بڑا شہر تھا ایک نہایت ترقی یافتہ قوم آباد تھی۔ تقریباً ۱۹۲۶ء میں اس کی کھدائی ہوئی اور یہ شہر اور اس کی تاریخ دریافت ہوئی۔

آریوں کا ہندوستان میں داخلہ ۲۵۰۰ سے ۲۰۰۰ سال قبل مسیح ہوا۔ کتبوں اور قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آریوں نے اس قوم پر حملہ کیا ہو اور وہی ان کی تباہی کا باعث بنے ہوں لیکن یہ بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شاید ویدوں کی ابتداء بھی اسی علاقہ میں ہوئی ہو۔ لیکن اس بات کا کوئی ٹھوس ثبوت موجود نہیں ہے۔ آریہ قوم کے کچھ قبیلے مشرق پنجاب ستلج اور دریائے جمنا کے درمیانی علاقہ میں بس گئے۔ ان قبیلوں کا نام آہستہ آہستہ BHARATAS بھارت بن گیا اور اس علاقہ کا نام برہما ورتا BRAHMA VARTA رکھا گیا۔ معلوم دیتا ہے کہ اس قوم میں ویدوں کی ابتداء ہوئی۔ شاید اللہ تعالیٰ نے اس قوم میں وقتاً فوقتاً اپنے انبیاء مبعوث فرمائے جن کو مختلف کتابیں دی گئیں۔ پھر ایک وقت آیا کہ ان سب کو جمع کر دیا گیا۔ یہ مجموعہ رگ وید کہلایا۔ رگ وید تقریباً ۱۰۰۰ سے ۱۵۰۰ سال قبل مسیح جمع کیا گیا۔ اس میں ۱۰۲۸ منتر ہیں۔ ان مقدس آیات یا منتروں کو پجاری پنڈت زبانی یاد کرتے تھے یہ کام صرف پنڈت یعنی برہمن ذات کے ذمہ رہا۔ اسی طرح یہ مقدس کتاب یادداشت پر قائم رہی۔ آہستہ آہستہ زبان بھی بدلتی گئی۔ معانی بھی بدلتے گئے حافظوں میں بھی تیزی اور کمی آتی رہی۔ پھر جنگوں۔ وباؤں۔ باہمی نفاق ذاتی نقصان اور فائدہ سب نے مل کر کتابوں کو اصل حالت سے بالکل مختلف کر دیا پھر انسانی دماغی اور ماحول کا ارتقاء آگے بڑھ گیا اور یہ کتابیں پیچھے رہ گئیں رگ وید سے تقریباً پانچ صد سال بعد بقیہ وید وجود میں آئے۔ سام وید کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ رگ وید سے ہی اخذ کیا گیا ہے اور اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ یجر وید اور اتھر وید میں قربانیاں۔ عبادات۔ رسومات۔ ٹونے ٹوٹکے۔ جادو وغیرہ درج ہیں۔

اگرچہ وید وقت کے ہاتھوں بدلتے گئے لیکن اس کے باوجود اس میں کچھ اصل پرانی باتیں باقی رہ گئیں۔ رگ وید میں حمد و ثنا کی ۱۰۱۷ نظمیں یا مناجاتیں ہیں۔ ان میں ۱۱ نظموں کا بعد میں اضافہ کیا گیا جنہیں وال کھلیا کہتے ہیں۔ انہیں دس منڈلوں یا کتابوں میں باقاعدہ ترتیب دیا گیا ہے۔

موجودہ دور میں ویدوں پر سب سے پہلے تحقیق کرنے والے Mr. Max Muller تھے جب ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے دفاتر قائم کئے اور ہندوستانی مذاہب اور کلچر کو سیکھنا شروع کیا۔ تو دنیا سے بہت بڑے عالم لوگ۔ جو زبانوں کے ماہر تھے بھی ہندوستان سے آنا شروع ہوئے۔ ان لوگوں نے سنسکرت زبان میں مہارت حاصل کی اور پھر وید جو اب تک صرف پنڈتوں کے دماغوں میں محفوظ تھے کو انگریزی زبان میں سنسکرت میں کاغذ پر لکھنا شروع کیا۔ اس طرح کچھ اس قسم کی کتابیں ظہور میں آنا شروع ہوئیں۔

HYMNS OF RIG VEDA
SACRED BOOKS OF EAST } مصنفہ Mr. Max Muller

اسی طرح Hindu Mythology by Mr W. J. Wilkins

DER RIG VEDA Cambridge Mass 1951 by F. GELDNER -

W.D. Whitney - The Atharva veda cambridge Mass 1905

یہ ایک حقیقت ہے کہ پچھلے صحائف کو مقدس کتابوں کا درجہ دینے میں بہت سارے شکوک حائل رہتے ہیں۔ ان کتابوں میں بہت ساری وضع قطع کی گئی ہے اور بہت ساری تبدیلیاں بھی ہو رہی ہیں۔ ان کا وقت کے ہاتھوں تبدیل ہو جانا ایک قدرتی امر تھا۔

کلام الٰہی خود اللہ کا کلام ہونے کی دلیل ہوتا ہے۔ قرآن حکیم کے مضامین خود قرآن کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل ہیں۔ ویدوں کے کچھ منتروں پر قرآن حکیم کی روشنی میں نظر ڈالیں۔ یہ ترجمے شری گنگا پرشاد اپادھیائے کی کتاب مصابیح الاسلام سے لئے گئے ہیں۔ بحوالہ "اگر اب بھی نہ جاگے تو" مصنفہ شمس نوید والیس عبداللہ طارق (روشنی پبلشنگ ہاؤس رامپور انڈیا)۔ اس مضمون کو پڑھنے کے بعد آپ کیا رائے قائم کریں گے۔ یہ میں قارئین پر چھوڑتا ہوں۔ لیکن اتنا کہہ دینے پر مجبور ہوں کہ صحف اولیٰ کے تحت اس بات کے امکانات موجود ہیں کہ قرآن مجید نے جو بات بتائی اس کے نشانات ان کتابوں میں موجود ہیں۔ اور یہ بات قرآن مجید کے سچا اور خدائی کلام ہونے کی دلیل ہے۔ اسلام ہی صرف ایک ایسا مذہب ہے جو دوسرے مذاہب کو تسلیم کرتا ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ .....

تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک ان چیزوں کو (خدا کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز رکھتے ہو۔

(آل عمران: ۹۲)

केवलाघो भवति केवलादी

جو اپنی کمائی کو اکیلا ہی کھاتا ہے وہ گناہ کھاتا ہے۔

(رگ وید ۱۰-۱۱۷-۶)

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

یہ وہ لوگ ہیں جو آسودگی اور تنگی دونوں میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو ضبط کرتے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

(آل عمران: ۱۳۴)

स इद् भोजो यो गृहवे
ददात्यन्नकामाय चरते कृशाय
अरमस्मै भवति यामहूता
उतापरीषु कृणुते सखायम्

جو غریبوں اور حاجت مندوں کی مدد کے لئے خیرات کرتا ہے وہی سخی ہے اس کا بھلا ہوتا ہے۔ اس کے دشمن بھی اس کے دوست بن جاتے ہیں۔

(رگ وید ۱۰-۱۱۷-۳)

فَذٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ٥ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ٥ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ٥

سو وہ شخص جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور محتاجوں کے لئے کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا۔ سوا یسے نمازیوں کے لئے بڑی خرابی ہے۔
(الماعون: ۲، ۳، ۴)

य आध्राय चकमानाय पित्वो ऽन्नवान्त्सन् रफितायोपजग्मुषे। स्थिरं मनः कृणुते सेवते पुरोतो चित् स मर्डितारं न विन्दते॥

جو ترس کے قابل یتیم روٹی کے طالب کو روٹی ہوتے ہوئے بھی مدد نہیں دیتا اور سخت دل کر کے خود کھاتا رہتا ہے اُس کو مصیبت آنے پر کوئی راحت نصیب نہیں ہوتی۔
(رگ وید ۱۰۔۱۱۷۔۲)

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ...

اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے سوا اس کے کہ جتنا وہ خود چاہے۔ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے۔
(البقرہ: ۲۵۵)

..... وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ .....

اور وہی مینہ برساتا ہے۔
(لقمٰن: ۳۵)

न यस्य द्यावापृथिवी अनु व्यचो न सिन्धवो रजसो अन्तमानशुः। नोत स्ववृष्टिं मदे अस्य युध्यत एको अन्यच्चकृषे विश्वमानुषक्॥

نہ زمین اور آسمان اس خدا کے پھیلاؤ کی حد کو پا سکتے ہیں۔ نہ آسمان کے کرے۔ نہ آسمان سے برسنے والا مینھ۔ سوائے اس خدا کے کوئی اور دوسرا اس خلقت پر قدرت نہیں رکھ سکتا۔
(رگ وید: ۱۔۵۲۔۱۴)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ .....

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ ہی کے فضل سے کشتی سمندر میں چلتی ہے۔
(لقمٰن: ۳۱)

वेद नावः समुद्रियः

وہ سمندر کی کشتیوں کو جانتا ہے۔
(رگ وید، ا۔۲۵۔۷)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ٥

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے۔ ہر ایک مقررہ میعاد تک چلتا رہے گا اور اللہ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے۔
(لقمٰن: ۲۹)

अहोरात्राणि विदधद् विश्वस्य मिषतो वशी

کل جانداروں کے اوپر قدرت رکھنے والے خدا نے دن اور رات کا سلسلہ قائم کیا۔
(رگ وید ۱۰۔۱۹۰۔۲)

نِعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ٥

یہ ہمارے پاس سے ایک نعمت ہے کہ جو شکر کرتا ہے ہم اسے ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔
(القمر: ۳۵)

यदङ्ग दाशुषे त्वमग्ने भद्रं करिष्यसि। तवेत् तत् सत्यमङ्गिरः॥

اے پرمیشور آپ نیک آدمی کو اچھا پھل دیتے ہیں یہ آپکا حقیقی خاصہ ہے (رگ وید ۱۔۱۔۶)

..... اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ٥

قطعاً اللہ الیسوں کو دوست نہیں رکھتا جو متکبر اور بڑائی کرنے والے ہیں۔
(النساء: ۳۶)

ऋतस्य पथा नमसा विवासेत्

انسان کو چاہیئے کہ سچائی کے راستے پر عاجزی سے چلے۔ (رگ وید: ۱۰۔۳۱۔۲)

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ٥

اور اللہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسے جانتا ہے اور اللہ سب چیزوں کو جانتا ہے۔
(الحجرات: ۱۶)

यो विश्वाभि विपश्यति भुवना सं च पश्यति

وہ ایشور ساری دنیا کو اچھی طرح جانتا ہے
(رگ وید ۱۰۔۱۸۷۔۴)

يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ٥

وہ تمہارے پوشیدہ احوال کو بھی اور تمہارے ظاہر احوال کو بھی جانتا ہے اور تم جو کچھ بھی عمل کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔
(انعام: ۳)

..... وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ٥

اور جہاں بھی تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اسے اللہ دیکھ رہا ہے (الحدید: ۴)

यस्तिष्ठति चरति यश्च वञ्चति यो निलायं चरति यः प्रतङ्कम्। द्वौ संनिषद्य यन्मन्त्रयेते राजा तद् वेद वरुणस्तृतीयः॥

جو کھڑا ہوتا ہے چلتا ہے۔ جو دھوکا دیتا ہے۔ جو چھپتا پھرتا ہے۔ جو دوسرے کو تکلیف دیتا ہے جو دو آدمی خفیہ بات کرتے ہیں تیسرا ایشور ان سب کو جانتا ہے
(اتھروید ۴۔۱۶۔۲)

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ

وہ (اللہ) اپنے بندوں پر غالب ہے۔
(الانعام۔ ۱۸)

विश्वस्य मिषतो वशी

وہ سب جانداروں پر غالب ہے۔
(رگ وید ۱۰۔۱۹۰۔۲)

..... يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا

وہ اسے بھی جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے اور جو اس میں سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اترتی ہے اور جو اس میں واپس چڑھتی ہے۔
(الحدید: ۵)

सर्वं तद् राजा वरुणो वि चष्टे यदन्तरा रोदसी यत् परस्तात्

جو زمین اور آسمان میں یا اس کے اوپر ہے اسے ایشور دیکھتا ہے۔
(اتھروید ۴۔۱۶۔۵)

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ

اور وہی ہے جو اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری کے طور پر ہواؤں کو بھیج دیتا ہے۔
(الفرقان: ۴۸)

वेद वातस्य वर्तनिमुरोर्ऋष्वस्य बृहतः। वेदा ये अध्यासते॥

وہ اوپر پھیلی ہوئی خوش گوار ہوا کے راستوں کو جانتا ہے اور ان سب چیزوں کو جانتا ہے جو اس کے سہارے رہتی ہیں (رگ وید ۱۔۲۵۔۹)

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً .....

اور وہ ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا .....
(الفرقان: ۶۲)

अहोरात्राणि विदधः

دن اور رات بنائے۔
(رگ وید ۱۰۔۱۹۰۔۲)

وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۔۔۔۔

اور اس نے رات کو آرام کے لئے بنایا اور سورج اور چاند کو حساب رکھنے کے لئے

(الانعام : ۹۶)

۔۔۔۔ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝

یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق اور حاکم ہونا تمام جہانوں کے پروردگار بڑی خوبیوں سے بھرے ہیں۔ تم لوگ اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعا کیا کرو۔ بیشک وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے

(اعراف ۵۴، ۵۵)

۔۔۔۔ اَلْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝

(اللہ) سب سے بڑا اور عالیشان ہے

(رعد : ۹)

۔۔۔۔ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ

اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوا کرتی۔ (یونس : ۶۴)

۔۔۔۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا

اور تم خدا کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔

(الفتح : ۲۳)

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۝

اور آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ بھی ہے اللہ ہی کی ملک ہے تاکہ جنھوں نے برے عمل کئے ان کو برا بدلہ دے اور نیک عمل کرنے والوں کو اچھا بدلہ دے۔

(النجم : ۳۱)

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

وہی اول ہے وہی آخر اور وہی ظاہر اور باطن ہے اور وہ ہر شے کا علم رکھتا ہے۔ (الحدید : ۳)

۔۔۔۔ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

सूर्याचन्द्रमसौ धाता यथा पूर्वमकल्पयत्

خالق نے سورج اور چاند کو مثل سابق خلقتوں کے رچا (رگ وید ۱۰-۱۹۰-۳)

होतारं सत्ययजं रोदस्योः उत्तानहस्तो नमसा विवासेत्

قابل پرستش زمین اور آسمان کو سچے راستہ پر چلانے والے پرمیشور سے عاجزی سے ہاتھ اوپر اٹھا کر دعا مانگو

(رگ وید ۶-۱۶-۴۶)

अद्धा देव महाँ

خدا درحقیقت بہت بڑا ہے

(اتھروید ۲۰-۵۸-۳)

अदब्धानि वरुणस्य व्रतानि

خدا کے قانون نہیں بدلتے

(رگ وید ۱-۲۴-۱۰)

न किरस्य प्रमिनन्ति व्रतानि

خدا کے قوانین کوئی نہیں بدل سکتا۔

(اتھروید ۱۸-۱-۵)

इमे चित् तव मन्यवे वेपेते भियसा मही यदिन्द्र वज्रिन्नोजसा वृत्रं मरुत्वाँ अवधीरर्चन्ननु स्वराज्यम्

اے خدا زمین اور آسمان تیرے رعب سے کانپتے ہیں۔ اے خدا تو اپنے قہر سے بدکار کو مارتا ہے اور نیکی کرنے والے کیلئے روحانیت کی عظمت قائم کرتا ہے۔

(رگ وید ۱-۸۰-۱۱)

त्वमग्ने प्रथमो अङ्गिरस्तमः

اے پرمیشور تو سب سے اول ہے اور سب سے زیادہ عالم ہے۔

(رگ وید ۱-۳۱-۲)

दृष्ट्वा रूपे व्याकरोत् सत्यानृते प्रजापतिः अश्रद्धामनृते ऽदधात् श्रद्धां सत्ये प्रजापतिः

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۔۔۔۔

ہدایت، گمراہی سے ممیز ہو چکی ہے تو جو کوئی طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے اس نے ایک بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا۔

(البقرہ: ۲۵۶)

۔۔۔۔ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

حالانکہ تم کتاب (الٰہی) پڑھتے ہو تو کیا تم عقل سے کام ہی نہیں لیتے؟

(البقرہ : ۴۴)

۔۔۔۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝

اور تھوڑی سی قیمت کے عوض میری آیتوں کو فروخت مت کر ڈالو اور صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

(البقرہ : ۴۱)

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى

اور یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (نجم : ۳۸)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

بے شک اللہ انسانوں پر بالکل ظلم نہیں کرتا بلکہ لوگ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔ (یونس : ۴۴)

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝

ہماری سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کر۔ (فاتحہ : ۵)

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

اور اللہ کے سوا کوئی تمہارا یار و مددگار نہیں۔ (بقرہ : ۱۰۷)

۔۔۔۔ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۔۔۔۔

اور اس نے ہر (موجود) چیز کو پیدا کیا

(الفرقان : ۲)

خدا نے حق و باطل کی کیفیت کو سمجھ کر حق کو باطل سے جدا کر دیا اور حکم دیا کہ اے لوگو حق پر ایمان لاؤ اور باطل پر ایمان مت لاؤ۔

(یجروید ۱۹-۷۷)

उत त्वः पश्यन्न ददर्श वाचम् उत त्वः शृण्वन्न शृणोत्येनाम्

بے عقل لوگ۔ کتاب دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے

(رگ وید ۱۰-۷۱-۴)

महे चन त्वामद्रिवः परा शुल्काय देयाम् । न सहस्राय नायुताय वज्रिवो न शताय शतामघ

اے لازوال قادر مطلق خدا تو اس قدر بیش قیمت ہے کہ میں تجھ کو کسی قیمت کے لئے نہ چھوڑوں۔ نہ ہزار کیلئے۔ نہ اربوں کے لئے۔ نہ سینکڑوں دنیاوی نعمتوں کے لئے۔ (رگ وید ۸-۱-۵)

स्वयं यजस्व स्वयं जुषस्व

تو ہی عمل کر تو ہی اس کا پھل بھوگ

(یجروید ۲۳-۱۵)

क्रत्वः समह दीनता प्रतीपं जगमा शुचे । मृळा सुक्षत्र मृळय

اے قادر مطلق عظیم الشان پروردگار ہم اپنی جہالت سے گمراہ ہو گئے ہیں۔ ہمارے اوپر مہربانی کیجئے۔ (رگ وید ۷-۸۹-۳)

नय सुपथा राये अस्मान्

ہم کو ہمارے فائدے کے لئے سیدھے راستہ پر لگا۔ (یجروید : ۴۰-۱۶)

महो दिवः पृथिव्याश्च सम्राट्

وہ عظیم زمین و آسمان کا مالک ہے۔

नो अवतु वज्री ऊती

وہ ایشور ہماری مدد کرے۔

(رگ وید : ۱-۱۰۰-۱)

प्रजापतिर्जनयति प्रजा इमाः

یہ تمام سب پرجا (مخلوق) کو بناتا ہے

(اتھروید : ۷-۱۹-۱)

جماعت احمدیہ اور خدمت انسانیت

مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ناصر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔
"کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" یعنی تم بہترین امت ہو اور تم لوگوں کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ تمہارا نصب العین انسان کی خدمت ہے۔ اسلام نے خدمت انسانیت کے تعلق سے اتنی واضح اور جامع تعلیم دی ہے کہ کسی اور مذہب میں اس کی مثال نظر نہیں آتی۔

دنیا گواہ ہے کہ آج سے چودہ سو سال قبل بالعموم ساری دنیا اور بالخصوص سرزمین عرب میں ہر طرف جہالت اور گمراہی کا دور دورہ تھا۔ انسان انسانیت کا دشمن ہو چکا۔ ادنیٰ ادنیٰ سی باتوں میں ایک دوسرے سے نسلوں سے عداوت رکھتے تھے۔ اور قبائل کے قبائل برسوں اس آگ کی لپیٹ میں جھلستے رہتے تھے۔ انسانیت کا تصور کرنا محال تھا۔ ایسے پرآشوب دور ظلمت میں خدمت انسانیت کا علمبردار نمودار ہوا اور اپنے کرامات و معجزات سے وحشیوں کو انسانیت کے زیور سے آراستہ کیا۔ محسن انسانیت سید الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوت قدسیہ سے دیکھتے دیکھتے نہ صرف انہیں باخدا انسان بنایا بلکہ خدا نما انسان بنا دیا اور ہر سو انسانیت کا بول بالا ہونے لگا۔

آپ کی آخری وصیت انسانیت کا شرف اور اس کے حقوق کے قیام کے لئے ایک جیتی جاگتی تصویر ہے۔ بلا امتیاز رنگ و نسل قوم و علاقہ اور مذہب و ملت کے تمام انسانوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔
"اے لوگو! یاد رکھو جیسا یہ دن اور یہ مہینہ حرمت والا ہے اسی طرح تمہاری جان مال اور عزت ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ دیکھو امانتیں ان کے مالکوں کے سپرد کرنی چاہئیں ...... اے لوگو! عورتوں کا تم پر حق ہے جیسا کہ تمہارا عورتوں پر حق ہے۔ وہ تمہارے ہاتھوں میں خدا تعالیٰ کی امانت ہیں۔ پس تم ان سے نیک سلوک کرو۔ اور دیکھو غلاموں کا بھی خیال رکھو۔ وہ خوراک جو تم کھاتے ہو ان کو کھلاؤ اور جو پوشاک تم پہنتے ہو ان کو پہناؤ۔"
اسی طرح فرمایا:۔
"کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کسی سرخ رنگ والے کو کالے رنگ والے پر اور کسی کالے رنگ والے کو کسی سرخ رنگ والے پر فضیلت نہیں۔ فضیلت کا معیار تقویٰ ہے۔"
(بخاری)

دور حاضر میں محسن انسانیت کے ظل کامل اور آپ کے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ الٰہی وعدوں کے مطابق دنیا کو خدمت انسانیت کا درس دینے کے لئے مبعوث ہوئے۔ آپؑ نے اپنی مطہر زندگی میں اس کا عملی نمونہ اپنے قول و فعل سے دنیا کے سامنے پیش فرمایا اور اپنی جماعت کو جس عمدگی کے ساتھ اس کا درس سکھایا اس کے نتیجہ میں دنیا خود مشاہدہ کر رہی ہے کہ آج دنیا کے اکناف عالم میں خدمت انسانیت کی عظیم ذمہ داری کو جماعت احمدیہ جس طرح بجا لا رہی ہے اس کا عشر عشیر بھی دیگر اسلامی جماعتوں میں نظر نہیں آتا۔ حضرت رحمۃ للعالمین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند بانی جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ فرماتے ہیں کہ:۔
"ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے۔ اور وہ اس کے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں۔"
(روحانی خزائن جلد ۱۲ سراج منیر ۲۸)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں:۔
"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بد عملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔"
(روحانی خزائن جلد ۱۷ اربعین نمبر ۱ ص ۳۴۴)

نیز آپؑ نے فرمایا:۔
"ہمارے بڑے اصول دو ہیں اوّل خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صاف رکھنا دوسرے اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا۔"

تاریخ احمدیت گواہ ہے کہ ان پاک تعلیمات کی روشنی میں افراد جماعت احمدیہ انسانیت کی خدمت اور سچی ہمدردی کے لئے ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ یوں تو سو سال پر پھیلی ہوئی ہے اور اس کی خدمات کا یہاں احاطہ کرنا محال ہے ہم اجمالی رنگ میں جماعت احمدیہ کی خدمت پر جب ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی میں اپنے صحابہ کے اندر خدمت انسانیت کا جذبہ اسقدر کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا کہ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی احمدی کو خدمت کا موقعہ ملا ہو اور اس نے ہاتھ سے جانے دیا ہو۔ گالیاں سن کر دعا دینے کا موقعہ ملا تو اس میں ایک امتیازی نمونہ قائم کر کے دکھایا ہو یا کسی کو آرام دینے کا موقعہ آیا اور اس میں بھی مثال قائم نہ کی ہو۔ بری عادت کو دیکھ کر اگر کسی کو انتہا تک نہ پہنچا دیا ہو۔ اور کبھی کسی انسان کو انسان کی ضرورت پڑی تو جماعت احمدیہ کے افراد ایسے وقت میں صف اول میں نظر آئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہوتے وقت ہر احمدی یہ عہد کرتا ہے کہ تمام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔"

حضرت مسیح موعودؑ کے بعد خلافت ثانیہ کے دور میں یہ کام بہت وسعت پکڑ گیا۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کے اندر خدمت کا جذبہ تیز تر اور مستحکم بنانے کے لئے احباب جماعت کو ان کی عمر ان کی قابلیت و صلاحیت اور ان کی استعداد کے مطابق پانچ حصوں میں تقسیم کیا۔ اور ہر طبقہ کو ایک ذیلی نظام کے ساتھ وابستہ کر کے انہیں اپنے دائرہ کار کے مطابق ایک لائحہ عمل دیا جس میں ہر ایک کے سپرد خدمت انسان کا ایک باقاعدہ شعبہ کیا گیا ہے۔ اطفال الاحمدیہ جن کی عمر سات سال سے پندرہ سال تک ہے وہ اپنے دائرہ میں اپنی استطاعت کے مطابق انسانی خدمت پر مامور ہیں۔ یہ ننھے بچے پیاسوں کو پانی پلانا مسافروں کو راستہ بتانا اور ان کا بوجھ اٹھانا، ہمسایوں کا سودا سلف لا کر دینا اور بیماروں کی تیمارداری کرنے کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ خدام الاحمدیہ جو ۱۶ سال سے ۴۰ سال تک کی عمر کے ہیں۔ ان کے سپرد ان کی صلاحیت اور قوت کے مطابق خدمت انسانیت بجالانے کے لئے، غرباء و مساکین کی مدد کرنا۔ بھوکوں کو کھلانا۔ مریضوں کی تیمارداری کرنا۔ مظلوم کی مدد کرنا شادی کے اخراجات مہیا کرنا۔

جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ احمدی ڈاکٹروں کا مسیح النفس ہونا اپنے آقا مسیح خری کی برکتوں کا ثمرہ ہے

گزشتہ دس سال ۱۹۷۲ء تا ۱۹۸۱ء میں اس سکیم کے تحت جاری ہسپتالوں سے کل ۳۴۳۰۵۱۵ مریضوں نے اپنا معائنہ کروایا۔ اور ۲۸۳۰۷۹۱ مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔ اور ۷۶,۹۲۸ آپریشن کئے گئے۔ اور سال ۱۹۸۲ء میں دو لاکھ بیس ہزار افراد کو ان ہسپتالوں کے ذریعہ شفاء عطا ہوئی اور چار ہزار چار سو اکتیس کامیاب آپریشن ہوئے

٭ ۔ مرکز قادیان میں اور اسی طرح دیگر جماعتوں میں فری آئی کیمپ کا ہر سال اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں سینکڑوں مریضوں کی آنکھوں کا مفت آپریشن کیا جاتا ہے۔ اور ہزاروں مریضوں کا معائنہ کیا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی مریضوں کی ادویات اور ان کے آرام و طعام کا اعلیٰ انتظام کیا جاتا ہے عالمگیر جماعت احمدیہ اپنے اپنے علاقہ میں فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد کرتی ہے اور بعد معائنہ مریضوں کو مفت ادویہ دی جاتی ہیں۔ اس طرح ان کیمپوں کے لئے احمدی ڈاکٹر صاحبان اپنا قیمتی وقت وقف کرتے ہیں جس سے خدمت انسانیت کی حقیقی روح کا مظاہرہ ہوتا ہے

٭ ۔ بلڈ ڈونیشن کیمپ اننت ناگ کشمیر میں ۲۳/۹/۹۲ کو ۱۳۳ احمدی نوجوان نے خون کا عطیہ دیا۔ عطیہ خون کی تحریک سے احمدی نوجوان اپنے اپنے علاقہ میں ضرورتمندوں کے لئے بلا لحاظ قوم و نسل خون کا عطیہ دیتے ہیں۔

٭ ۔ صوبہ کیرالہ میں الانلور اور سوریا کنی کے قریب بمقام ججیح ناڈ ہیلتھ سینٹر کا سنگ بنیاد ۲۲/۷/۹۱ کو عمل میں لایا گیا اس ہیلتھ سینٹر کے لئے MOBILE UNIT یعنی (VAN) بھی خرید کی گئی ہے تا مضافات میں دوائیوں کی تقسیم اور علاج معالجہ ہو۔ مرکز قادیان میں باقاعدہ احمدیہ ہسپتال قائم ہے۔ جس میں ہر قسم کی طبی سہولیات موجود۔ ہیں قرب وجوار کے تمام بنی نوع انسان اس سے مستفید ہوتے ہیں۔

٭ ۔ صد سالہ جوبلی کے سال قادیان کے خدام نے بلڈ ڈونیشن کیمپ لگایا جس میں دو درجن سے زائد خدام نے عطیہ خون دیا۔

خدمت بذریعہ تعلیم

قوم کے بچے اور بچیاں مرد اور عورتیں دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیوی علوم بھی حاصل کریں اور صحیح معنوں میں خلق خدا کو فائدہ پہنچا سکیں اس غرض کے لیے جماعت احمدیہ اپنے آغاز سے ہی تعلیمی اداروں کے قیام کی طرف خصوصی توجہ دیتی آ رہی ہے۔

٭ ۔ ۱۸۹۸ء میں مدرسہ "تعلیم الاسلام" کا افتتاح ہوا۔

٭ ۔ تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد پر ۱۹۰۳ء میں حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ نے فرمایا اور اس کے پہلے پرنسپل مولانا شیر علی صاحبؓ مقرر ہوئے۔

٭ ۔ ۱۹۱۸ء میں جنگ عظیم میں کام آنے والوں کے بچوں کی تعلیم کے فنڈ میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے پانچ ہزار روپے دیئے

٭ ۔ ۱۹۴۶ء میں قادیان میں فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا افتتاح کیا گیا۔

٭ ۔ دارالہجرت ربوہ میں "فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ" کا افتتاح ۱۹۵۳ء میں اور "تعلیم الاسلام کالج ربوہ" کا افتتاح ۱۹۵۴ء میں کیا گیا۔

٭ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ۱۹۷۹ء میں جماعت کو سائنسی میدان میں بلندیوں پر پہنچانے کے عظیم پروگرام کا اعلان فرمایا اور وظائف کمیٹی کی تشکیل فرمائی اور ۱۹۸۰ء میں عظیم الشان تعلیمی منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا

٭ ۔ صدر انجمن احمدیہ کی جانب سے "وظائف امداد کتب تعلیمی" کے تحت نادار طلباء کی امداد کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں نوجوانوں کی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت اپنے اپنے علاقہ کے نادار طلباء کی امداد کی جاتی ہے۔

٭ ۔ فضل عمر فاؤنڈیشن اور نصرت جہاں سکیم کے تحت مختلف ممالک میں جماعت کے بیسیوں سکول اور کالج جاری ہیں خصوصاً افریقہ میں بہت ہی وسیع پیمانے پر اور بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ ہمارے ملک ہندوستان کے صوبہ کشمیر اور کیرالہ میں بھی ایسے سکول جاری ہیں

٭ ۔ حال ہی میں کیرالہ کے ججیح ناڈ یو۔ پی سکول کے ۸۰ کے قریب غریب طالبات اور طلباء کو یونیفارم کے کپڑے دیئے گئے

٭ ۔ نوجوانوں میں تقریر و تحریر کا ملکہ پیدا کرنے کے لئے اعلیٰ سوچ و فکر کو فروغ دینے کے لئے جماعت میں اخبارات و رسائل کا اجراء کیا گیا ہے۔

ناگہانی آفت یا فسادات سے متاثر افراد کی خدمت :۔

جب بھی آسمانی آفتوں کے ذریعہ کسی طبقہ انسانیت کو نقصان پہنچا اور ان پر مصیبت آئی یا فرقہ وارانہ فسادات میں متاثرین کا جانی و مالی نقصان ہوا۔ یا نوع انسان کی خدمت کے مواقع پیدا ہوئے تو جماعت احمدیہ ہمیشہ خدمت کے میدان میں پیش پیش رہی ہے

٭ ۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۹۰۰ء میں جنگ ٹرانسوال کے زخمیوں کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی جس میں پانچ صد روپے جمع ہوئے

٭ ۔ ۴ اپریل ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق قیامت خیز زلزلہ آیا جو زلزلہ کانگڑہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس زلزلہ سے متاثرین لوگوں کی خدمت میں جماعت احمدیہ پیش پیش رہی ہے۔

٭ ۔ حضرت مصلح موعودؓ نے قادیان کے غرباء کے لیے ملکی قحط کے پیش نظر ۱۹۴۱ء میں غلہ کی تحریک فرمائی۔

٭ ۔ ۱۹۴۳ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے بنگال اور اڑیسہ کے قحط زدگان کی مدد کے لئے تحریک فرمائی احباب جماعت نے اپنے امام کی آواز پر والہانہ لبیک کہا اور قحط سے متاثرین کی خدمت کی۔

٭ ۔ نواکھالی کی فسادات میں نقصان اٹھانے والے مظلوم ہندوؤں اور مسلمانوں کو بلا تفریق حضرت مصلح موعودؓ نے امداد بھجوائی۔

٭ ۔ اگست ۱۹۵۴ء میں مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) ایک تباہ کن سیلاب کی زد میں آ گیا۔ جسے ڈھاکہ پریس نے طوفان نوح ... قرار دیا۔ اس موقعہ پر حضرت مصلح موعودؓ نے سیلاب زدہ انسانوں کی امداد کے لئے۔ خوراک کپڑے اور نقدی کا انتظام فرمایا۔ جس کے متعلق بنگلہ اخبار ملت ڈھاکہ ۲۸ ستمبر ۱۹۵۴ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔ "جماعت احمدیہ کے ریلیف ورکر سیلاب زدہ لوگوں میں ۴۰ ہزار افراد کو ٹیکے لگائے اور فری ادویہ تقسیم کئے علاوہ ازیں یہ وفد نرسنگدی بازار کی صفائی کا کام بھی عوام کے ساتھ مل کر کر رہا ہے۔"

۱۹۴۷ء میں ملک کی پارٹیشن کے وقت انسانیت کی بے لوث خدمت جماعت احمدیہ نے کی ہے۔ اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں :۔

" ہم نے ان کے مردوں اور عورتوں اور بچوں کی اس طرح حفاظت کی۔ ......

جس طرح ہم اپنے مردوں اور عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے تھے۔ اور نہ ہم نے زبان سے انہیں کوئی لفظ کہا نہ ان کی دل شکنی کی اور نہ گالی گلوچ سے کام لیا۔ لیکن اگر ہمیں کسی احمدی کے متعلق ذرا بھی شکایت پہنچی تو ہم سختی سے ان کے پیچھے پڑ جاتے دوسری طرف جو لوگ ارد گرد کے مقامات سے بھاگ بھاگ کر قادیان میں آئے ہم نے ان کی اتنی خاطر تواضع کی کہ سارے ہندوستان میں اسکی مثال نہیں مل سکتی ہم نے اپنے آدمیوں کو بھوکا رکھا اور ان کو کھانا کھلایا" اور ایک دن تو ایسا آیا کہ ہم نے ساٹھ ہزار آدمیوں کو کھانا دیا۔ حالانکہ قادیان کی کل سولہ ہزار کی آبادی تھی جس میں سے تیرہ ہزار احمدی تھے

٭ ۔ صومالیہ کے قحط زدہ کھوکھے بھوکے انسانوں کی امداد کے لیے امام جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک فرمائی جس میں احباب جماعت نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

٭ ۔ ۱۹۸۹ء میں صوبہ بہار بھاگلپور کے فسادات سے متاثر افراد کے

لیئے جماعت احمدیہ نے لاکھوں روپے خرچ کر کے مسلمانوں کے لئے "طاہر کالونی" اور ہندوؤں کے لیئے "ٹکر شون کالونی" تعمیر کروا کر دی۔

٭ ۱۹۹۱ء میں صوبہ اڑیسہ کے بھدرک اور سورو کے فسادات سے متاثرین لوگوں کی امداد میں جماعت نے قریباً چار لاکھ روپے خرچ کئے۔

٭ ۱۹۹۳ء میں بمبئی میں ہوئے فسادات کی وجہ سے متاثرین کی امداد میں جماعت نے لاکھوں روپے خرچ کئے۔

٭ ۱۹۹۳ء میں صوبہ پنجاب و ہریانہ میں آیا سیلاب اس صدی کا سب سے خوفناک سیلاب تھا۔ اور مرکز قادیان بھی سیلاب کی زد میں آگیا تھا۔ مگر احمدی نوجوانوں نے اپنی سابقہ روایت کو مقدم رکھا اور اپنی پریشانی اور مصیبت کی پرواہ کئے بغیر اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر متاثرہ قادیان کے مرد و زن، بچوں اور بوڑھوں کی خدمت اور ان کی تیمارداری اور علاج معالجہ میں مصروف ہو گئے۔ ادویات خوراک۔ پارچات اور گھر کا اثاثہ فراہم کرنے کے ذریعہ تمام مصیبت زدہ لوگوں کی بلا تفریق رنگ و نسل مذہب و ملت خدمت کی اور تین لاکھ سے زائد رقم ان پر خرچ کی۔

٭ اسی سال اکتوبر ۱۹۹۳ء میں صوبہ مہاراشٹر میں ہولناک زلزلہ آیا۔ اس سے متاثرافراد کے لئے جماعت نے دو لاکھ روپئے وزیر اعظم ہند کی خدمت میں پیش کئے۔

خدمت بذریعہ تعمیر مکانات

جماعت احمدیہ یتامی و مساکین اور بے سہاروں کی رہائش کے لیئے ان کے مکانات کی فراہمی کی طرف ہمیشہ سے خصوصی توجہ دیتی آرہی ہے۔

٭ ۱۹۱۱ء میں قادیان میں "دارالشفا" کا قیام عمل میں لایا گیا۔

٭ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۹ء میں قادیان میں "یتیم خانہ" قائم فرمایا۔

٭ غرباء اور یتامی کے لیئے قادیان میں ۱۹۲۶ء میں "دارالشیوخ" قائم کیا گیا

٭ ۱۹۸۲ء میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "بیوت الحمد" کی تحریک کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا "میں چاہتا ہوں کہ کم از کم ایک کروڑ روپیہ کی لاگت سے مکان بنا کر غرباء کو مہیا کر دیں"

بفضلہ تعالیٰ اس پروگرام کے تحت ربوہ اور قادیان میں "بیوت الحمد" کالونی کی تعمیر عمل میں آئی اور اس کے تحت جن کے پاس سر چھپانے کے لیئے کوئی جگہ نہیں انہیں سر چھپانے کی جگہ مہیا کی جاتی ہے۔

٭ ۱۹۹۲ء میں ربوہ میں ضعفاء کے لیئے "بیت الکرامہ" کا افتتاح کیا گیا

قیدیوں کی خدمت

یہ ایک ایسی انسانی خدمت ہے کہ جسکی صرف اور صرف جماعت احمدیہ کو سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ اور بالعموم کسی بھی خدمت گار تنظیم کی توجہ آج تک اس طبقہ انسان کی طرف نہیں گئی۔ اور یہ بھی نوع انسان کا ایک ایسا طبقہ ہے جس کی خدمت کی ضرورت کو آج تک نظر انداز کیا جاتا رہا۔ لہٰذا ہمارے امام سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی جماعت ہائے احمدیہ کو تلقین فرمائی کہ قرآنی ارشاد کے مطابق قیدیوں کی خدمت کریں تاکہ ملائکۃ اللہ جن کے سپرد یہ شعبہ ہے اسیران راہ مولیٰ کی رہائی کے تعلق میں جماعت احمدیہ کی مدد کریں۔

اس سلسلہ میں عالمگیر جماعت احمدیہ اپنے اپنے علاقہ کی جیلوں میں جا کر قیدیوں کی خدمت کرتی ہے اور قیدیوں کو اپنی خوشی اور تقریبات میں شامل کر کے خدمت انسانی کی ایک انوکھی مثال دنیا کے سامنے قائم کی ہے۔

٭ ۹۳ء کو جماعت احمدیہ قادیان کی جانب سے گورداسپور جیل میں ۸۰ مرد قیدیوں کے لیئے دھوتیاں، چپلیں اور بنیانیں اور ۲۶ قیدی عورتوں کے لیئے ساڑھیاں بلاؤز اور چپلوں کا انتظام کیا گیا

CENTRAL JAIL MADURAI میں عید کے موقعہ پر ۱۵ مسلم قیدیوں کو ان کی خواہش پر پندرہ جوڑے (LUNGI - SHIRT) دیئے گئے

دیگر متفرق خدمات

٭ لنگر خانہ حضرت مسیح موعودؑ کا اجراء آپؑ کی زندگی میں آج سے سو سال قبل عمل میں آیا تھا۔ اور آج یہ نظام خدا کے فضل سے دنیا بھر کے ۱۲۸ ملکوں میں جاری و ساری ہے جس سے بلا لحاظ رنگ و نسل قوم و ملت سبھی مستفید ہوتے ہیں اور وہ دن دور نہیں کہ انشاء اللہ دنیا بھر کے تمام ملکوں میں یہ نظام اپنی پوری شان کے ساتھ جاری ہو جائیگا اور تمام بنی نوع انسان حضرت مسیح موعودؑ کے دستر خوان سے برکت پائیں گے۔

٭ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت میں "نظام الوصیت" جاری فرمایا ہے جو آئندہ دنیا کے مختلف اقتصادی نظاموں میں "نظام نو" ثابت ہوگا جس کی رو سے ہر وصیت کرنے والا اپنی آمد کا اور جائیداد کا کم از کم ۱/۱۰ حصہ سلسلہ احمدیہ کو دیتا ہے جس سے اشاعت اسلام اور تبلیغ حق کے ساتھ ساتھ یتیموں اور مسکینوں اور نو مسلموں پر بھی خرچ کیا جاتا ہے۔

٭ ۱۹۶۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تمام افراد کو یہ تلقین فرمائی کہ ہر دو ماہ بعد حضور کو "اطعموا الجائع" کے سلسلہ میں اپنی تفصیلی رپورٹ بھجوایا کریں۔

اس پروگرام کے تحت افراد جماعت کو یہ واضح تلقین کی گئی ہے کہ وہ اس بات پر دھیان رکھیں کہ اس کا کوئی پڑوسی رات بھوکا تو نہیں سو رہا اگر ایسا ہے تو اس کا فرض بنتا ہے کہ اس کے کھانے کا انتظام کرے۔

٭ حضرت مصلح موعودؓ نے آپسی جھگڑوں کے تصفیہ اور مقدمات سے بچنے کے لئے "محکمہ قضاء" جاری فرمایا جس سے احباب جماعت کا بہت سا وقت اور پیسہ ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے۔

٭ شعبہ صنعت و تجارت کے تحت مجلس خدام الاحمدیہ اپنے اپنے علاقہ میں بے روزگاروں کو روزگار دلانے کا کام اور بے ہنر کو سکھانے کا کام سرانجام دیتی ہے۔ اس سلسلہ میں گزشتہ سال سے حضرت امیر المومنین کی نظر شفقت اور خاص توجہ سے مرکز قادیان میں نوجوانوں کے لیئے الیکٹرانک ٹریننگ کلاس کا اجراء کیا گیا ہے۔ جس میں شامل ہو کر مختلف صوبوں کے احمدی نوجوان استفادہ کرتے ہیں۔

٭ شجر کاری پروگرام کا نظام باقاعدہ جماعت میں قائم ہے۔ نوجوانوں کی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت سال میں کم از کم دو مرتبہ جماعتیں اپنے اپنے علاقہ میں ہفتہ شجر کاری مناتی ہیں جہاں اس کے اور بھی بہت سارے فوائد ہیں وہاں موجودہ دور میں فضاء کی آلودگی کو صاف رکھنے کے لیئے بہت مؤثر کوشش ہے اور انسانیت کی ایک اہم خدمت ہے۔

٭ جماعت احمدیہ میں ایک قدیم مثالی روایت قائم ہے کہ پوری دنیا میں افراد جماعت احمدیہ اپنے یہاں تقریب "عید ملن" کا انعقاد کرتے ہیں جس میں اپنے ہمسایوں کو خواہ وہ کسی فرقہ یا سوسائٹی سے تعلق رکھتے ہوں مدعو کر کے اپنی خوشی میں شریک کرتے ہیں۔ جس سے انسانی ہمدردی بھائی چارہ اور اخوت کو بڑھاوا ملتا ہے۔

٭ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے "سیدنا بلال فنڈ" کی تحریک کا اعلان فرمایا جس کے ذریعہ جماعت کے شہداء کے ورثاء اور ان کے اہل و عیال کی طرف خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

٭ امام جماعت احمدیہ ہمیشہ الٰہی اشارے کے تحت مدبرین قوم کو امن عالم کو درپیش خطرات سے قبل از وقت متوجہ فرماتے ہیں اور قیام امن کے ذرائع پر بڑی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ دنیا کے سامنے روشنی ڈالتے ہیں۔

٭ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸/۱۱ میں امن عالم کو درپیش خطرہ اور عالم اسلام کو ہلاکت سے بچانے کے لیئے خصوصی صدقات کی تحریک فرمائی۔ اس ارشاد کی روشنی میں صدر انجمن احمدیہ قادیان نے فوری طور پر پچاس ہزار روپے کی رقم ہندوستان کی جماعتوں کی طرف سے بطور صدقہ افریقہ کے فاقہ زدہ افراد کے لیئے حضور انور کی خدمت میں پیش کر دی۔

٭ جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے احباب جماعت کو ایک نعرہ دیا ہے۔ "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں"۔ اور یہ نعرہ ایسا ہے جو رنگ، نسل اور (باقی صفحہ ۲۹ پر)

(از مکرم چوہدری خورشید احمد صاحب پربھاکر درویش۔ قادیان)

معابد کے احترام میں انسانیت کی بقا ہے

دُنیا بھر میں پائے جانے والے تمام مذاہب اکیلے بھارت دیش میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ بھارت میں مقامی طور پر پائے جانے والے مذاہب، فرقے در فرقے۔ قومیں اور قوموں کے اندر مختلف رنگوں، نسلوں پر مشتمل جاتیوں اور جاتیوں کے اندر چھوٹی گروپ بندی کی تعداد دُنیا بھر کے ممالک کے کل ملا کر مذاہب اور اقوام کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے۔ اس زاویۂ نگاہ سے صرف ایک بھارت ہی ایسا خوشحال دیش ہے جس کا سینہ دُنیا کے ممالک کی نسبت زیادہ وسیع اور زیادہ اقبال مند ہے۔

شروع شروع میں باہر سے آنے والے آرین اور لوکل اقوام دراوڑ۔ کول۔ بھیل اور آج کل کی اصطلاح میں ہریجنوں اور دیندار اقوام میں خونریز جنگیں ہوئیں۔ فاتح قوم آریوں کو محکوم قوم کے معابد کی ضرورت نہ تھی۔ لہذا ان کا انہدام عمل میں آیا۔ بودھوں کے دور اقتدار میں ہندو مناد ر و مورتیوں کی جگہ بودھ مٹھوں اور مورتیوں نے لے لی۔ سمدر گپت کے دور حکومت میں ہندو مت دوبارہ عروج میں آیا۔ تو بودھ مٹھ اور مورتیاں مسمار ہوئیں۔ تاریخ کے مطابق بہت سی مورتیاں بودھوں نے اپنے ہاتھوں سے زمین میں دفن کر دیں تاکہ غیروں کے ہاتھوں توڑی جا کر ان کی بے حرمتی نہ ہو۔ بودھوں کے قتل عام کے دَور میں یہ لوگ بھی بہت بڑی تعداد میں بھارت چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ جب کہ بھیل۔ دراوڑ اور کول شمالی ہند کو چھوڑ کر جنوبی ہند میں پناہ گزین ہوئے تھے۔

دور برطانوی میں اور آج تک مندر، معابد اور مورتیوں کے جو زمین دوز ڈھانچے اور آثار برآمد ہوئے ہیں۔ تاریخ کے مطابق وہ دراوڑ، کول ہندو اور بودھ مندروں۔ مٹھوں اور مورتیوں کے مجسمے ہیں۔

برصغیر ہند کی آزادی کے دوران وسیع پیمانے پر مساجد و منادر اور عبادت گاہوں کی بربادی، بے حرمتی اور سیلابی خونریزی ہوئی۔ اور ہند کی دھرتی لال گلال بنی رہی۔ بابری مسجد کا کھلا انہدام اور رام مندر کے نرمان کے خیال نے ہند کے معابد کی بے حرمتی کا پُرانا سبق تازہ کر دکھایا۔ دونوں اطراف کے انسان انسانیت کا پہلا سبق الخلق عیال اللہ بھول گئے۔

کُشت و خون یعنی تمام انسان پرماتما کی مخلوق اور اسی کے گھرانہ کے لوگ ہیں بھلا بیٹھے۔ معابد کی تعمیر و توقیر میں عقل سلیم commandments یہ تسلیم کر سکتی ہے کہ مخلصین اور شریف و صالح انسانوں نے إلا ما شاء اللہ یہ تعمیرات خلوص اور تقویٰ اور رضائے الٰہی کی خاطر کی ہوں گی۔ لیکن ایسا باور کرنا بے حد مشکل ہے کہ معابد کا انہدام بھی رضائے الٰہی اور خدا کی خاطر کیا گیا ہو۔ بلاشبہ خانہ خدا کی بربادی اس امر کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ انہیں گرانے اور برباد کرنے والوں کو نہ خدا کا خوف ہے نہ وہ تقویٰ اور خوشنودیٔ خدا کی خاطر معابد کو برباد کر رہے ہیں بلکہ اس نقطۂ نظر سے دونوں فریق ایک ہی نظریہ اور ایک ہی مقصد میں متحد و متفق جان پڑتے ہیں۔ دونوں ہی خدا سے دور ہوس و اقتدار کا شکار ہیں۔ یہ کہنا بیجا نہ ہو گا کہ ان کی بُدھی بھرشٹ اور عقل پر پردہ ہے۔ بھلا دونوں کے اختلاف عقیدہ میں معابد کے اینٹ پتھر کا کیا قصور ؟۔

معابد کی تعمیر کی غرض و غائیت

جملہ مذاہب کی نمائندگی میں قرآن مجید فرماتا ہے کہ اقوام عالم کے معابد کی تعمیر کی غرض و غایت صرف یہ ہے کہ ان میں یذکر فیہا اسمہ (البقرہ ۱۱۵) ان معابد میں اخلاص، تقویٰ، دلی عقیدت سے خدا تعالیٰ کا ذکر کیا جائے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پونتر و مطہر ہے اور وہ پاکیزگی کو پسند کرتی ہے۔ اس لئے سائلہ بنی آدم کی اولاد کو خواہ وہ کسی بھی مذہب و ملت، رنگ و نسل اور علاقے سے تعلق رکھتی ہو، تاکیدی حکم فرمایا ہے کہ یابنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد (الاعراف ۳۲) اے آدم کی اولاد ہر ایک مسجد کے قرب و جوار کو صاف ستھرا رکھو۔ اور خود بھی زینت کے سامان اختیار کر لیا کرو۔ اسی طرح ذکر الٰہی کی غرض سے معابد میں داخل ہونے والے تمام عابد و پجاری انسانوں کو خود پاک و صاف رہنے اور معابد و اس کے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کی نصیحت فرمائی ہے۔

معابد کے مفہوم میں مساجد، منادر، اہیکل، صوامع، بیع، گوردوارے، مٹھ گرجے اور گُرو دوارے شامل ہیں جن میں عقیدت مند لوگ خداوند کریم کا ذکر کرنے کیلئے داخل ہوتے ہیں۔ وہ تمام اسمائے حسنہ جن سے اللہ تعالیٰ مراد ہو وہ اسی کے نام ہیں۔ (سورۃ الحشر ۲۵)

عالم الغیب، ترلوک درشی خدا کا علم مکان و زمان پر حاوی ہے وہ جانتا ہے کہ نور نبوت سے دوری و بعد وری کے باعث اکثریت مذہب کی روح سے عاری ہو جایا کرتی ہے۔ مذہب کے چھلکا کو مذہب اور رسم و رواج کو دھرم کی آتما سمجھ لیتے ہیں۔ وقت پاکر ایسے دھرم دھوجی، مذہب کے ٹھیکیدار ایسا اودھم مچاتے ہیں کہ خدا کی پناہ! اپنے سے مختلف عقیدہ رکھنے والوں کی جان، مال، عزت اور معابد ان کے بغض و تشدد کی شعلہ زن آگ میں بھسم ہو جاتے ہیں۔ ان کی حالت صحیح

"جو درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے"

کے مشابہ ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن کریم نے اصول کے طور پر فرمایا ہے۔

ومن اظلم ممن منع مساجد اللّٰہ ...... وسعیٰ فی خرابھا ...... لھم عذاب عظیم (البقرہ ۱۱۵)

اس شخص سے زیادہ ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی مساجد سے لوگوں کو صرف اس وجہ سے روکے کہ ان میں اللہ کا نام لیا جائے۔ اور ان کی بربادی اور ویرانی کے درپے ہو گیا۔ اس قماش کے لوگوں کے لئے مناسب نہ تھا کہ وہ ان (معابد) کے اندر داخل ہوتے۔ مگر خدا سے ڈرتے ہوئے۔ ایسے لوگوں کے لئے دُنیا میں بھی رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بھی بڑا عذاب مقدر ہے۔

قرآن مجید کے اس فرمان کو سامنے رکھ کر بابری مسجد کے انہدام پر نظر ڈالیں اس سانحہ نے پوری دُنیا میں بھارت کو رسوا کر دیا ہے۔ کسی بھی ملک اور سماج کے سامنے مذہب اور انسانیت کا علمبردار بھارت فخریہ اپنا سر اونچا نہیں کر سکتا بھارت کے وزیر اعظم تک نے اس رسوائی پر ندامت کا اظہار کیا ہے۔

جہاد کا پہلا مقصد قرآن نے مظلوم ہونے کی صورت میں بھی جنگ میں پہل کرنے کی نہیں بلکہ حملہ آور کے ظلم سے بچنے کے لئے دفاعی جنگ Defence کی اجازت دی ہے۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ...... لقدیر (الحج ۴۰)۔

وہ لوگ جن سے بلا وجہ جنگ کی جا رہی ہے ان کو بھی جنگ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔

اس جہاد کا سب سے بڑا اور پہلا مقصد یہ ہے کہ بعض لوگوں کو دوسرے بعض لوگوں کی شرارت سے روکا جائے۔ تاکہ وہ گرجے، صوامع، بیع۔ صلوات اور مساجد جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے۔ برباد نہ کر پائیں۔ اس معاملہ میں خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کی مدد کرے گا۔ جو اس کے دین یعنی حق کی مدد کریں گے۔ (الحج ۴۱)۔

ان آیات ربانی میں سب سے پہلے غیر مسلموں کے معابد کو مقدم رکھا گیا ہے۔ یعنی عیسائیوں کے گرجوں، یہود کے معابد اور دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کی حفاظت کا پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ اور مساجد کی حفاظت کا ذکر بعد میں کیا ہے۔

خدا تعالیٰ کا یہ ابدی عہد ہے کہ اگر کسی زمانہ میں مظلوم قوم، فرد اور فرقہ کو جنگ کے لئے مجبور کیا جائے تو وہ جہاد کی پہلی غرض کو مدنظر رکھے۔ اور اپنے سے جدا عقیدہ وخیال رکھنے والوں کے معابد کی حفاظت کرے۔

اس سلسلہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حقیقت کو اُجاگر کرنے والا ارشاد درج ذیل ہے جو حضور انور نے جلسہ سالانہ برطانیہ یکم اگست ۱۹۹۳ء کو عالمگیر جماعت احمدیہ کے سامنے ارشاد فرمایا:-

"عبادت گاہوں کے تحفظ کے سلسلے میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان اس کی خلاف ورزی کرے گا وہ خدا تعالیٰ کے معمود عہد کو توڑنے والا ہو گا۔ اور مجاہدین کو فرمایا کہ عیسائیوں کے گرجوں، راہبوں کے مکانوں، ان کی زیارت گاہوں کو ان کے دشمنوں سے بچائیں۔ فرمایا کہ ان پر بیجا ٹیکس نہ لگایا جائے۔ کسی کو اس کی حدود سے خارج نہ کیا جائے اور نہ کو ئی عیسائی اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور کیا جائے نہ کوئی راہب اپنی خانقاہ سے نکالا جائے۔ نہ کوئی زائر اپنی زیارت گاہ

سے روکا جائے اور نہ ہی مسلمانوں کے مکان اور مساجد بنانے کی غرض سے عیسائیوں کے گرجاؤں کو مسمار کیا جائے۔ یہ ہے وہ حقیقی بہار جس کی تعلیم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔"

(بدر قادیان ۲۶/۱۹ اگست ۱۹۹۳ء صفحہ ۹)

معابد کے انہدام کا وسیع پلان

تلاثیت سے مفلوج پاکستانی صحافیوں کی نسبت ہندوستان کے صحافیوں میں اتنا بلند حوصلہ ضرور دیکھا گیا ہے کہ وہ مساجد و منادر کے انہدام کے خلاف کھل کر صاف بات کہہ دیتے ہیں۔ ہندوستان کے بہت سے معابد اور بابری مسجد کے شہید کرنے کا پلان عرصہ سے تیار تھا۔ اس مسجد کے پس منظر، ہندو وشو پریشد اور دیگر تنظیموں کی منصوبہ بندی اور ان کے پلان پر ہندوستان کے مشہور صحافی عتری کلدیپ نیئر نے کئی لیکچر لکھے اور اپنی طرف سے دونوں اقوام کے افراد کو مشورے دیئے تاکہ دیش میں بھائی چارے کی فضا قائم رہے۔ وہ ایک مفصل مضمون ۱۹۸۹ء میں رقمطراز ہیں:۔

"اتر پردیش اور بہار میں میں نے تاریک پوشیدہ کشیدگی اور امکانی "تشدد" کو محسوس کیا ...... میں نے چھوٹے چھوٹے جلوس دیکھے جو (رام ودھیا جانے والی گاڑی کے ساتھ ساتھ) نعرے لگا رہے تھے۔ جن سے ہندوؤں میں مذہبی جوش اور مسلمانوں میں عدم تحفظ کا جذبہ پیدا ہو رہا تھا ...... میں نے اس قسم کے نعرے سنے ہیں۔ "ہندوستان میں رہنا ہے تو بندے ماترم کہنا ہوگا"

ہندوؤں کا رویہ

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہندو پریشد نے جو بنیادی طور پر راشٹریہ سیوک سنگھ کے افراد پر مشتمل ہے) اس (رام) جنم بھومی بابری مسجد کے تنازعہ) سے پہلے کبھی اتنا اچھا اور بڑا مظاہرہ (رتھ یاترا) کبھی نہیں کیا ...... اس طرح ہندوؤں کا رویہ سخت ہوتا جا رہا ہے۔ ہندوؤں کا تعصب بڑھتا جا رہا ہے ...... میں نے بہت سے مسلمانوں سے مل کر یہ تجزیہ کیا ہے کہ وہ رام کے تئیں ہندوؤں کے جذبات کے پیش نظر خیرسگالی کے طور پر بابری مسجد ان کے حوالے کر دیں ...... بشرطیکہ چاروں شنکر آچاریہ، وشو ہندو پریشد راشٹریہ سیوک سنگھ اور بی جے پی (B.J.P.) انہیں یقین دلائیں کہ بابری مسجد ہندوؤں کے حوالے کئے جانے کے بعد ہندوستان میں کسی اور مسجد کے بارے میں کوئی بحث یا تنازعہ کھڑا نہیں کیا جائے گا۔"

شری نیئر صاحب آگے لکھتے ہیں کہ:۔

"ہندو وشو پریشد کی فہرست میں ایسی تین ہزار (۳۰۰۰) مسجدیں ہیں۔ جنہیں وہ مندروں میں تبدیل کرنا چاہتی ہے۔ رام جنم بھومی ایکشن کمیٹی (وشو ہندو پریشد) اور مسجدوں وارانسی (بنارس) متھرا کا مطالبہ کر رہی ہے کہ یہ بھی ہندوؤں کو دی جائیں؟ ...... میں نے اتر پردیش اور بہار میں جو کچھ دیکھا ہے وہ فرقہ پرستی کی گھناؤنی شکل ہے۔ چونکہ ہندو اکثریت میں ہیں اس لئے ان کا فرض ہے کہ وہ اقلیتی فرقوں کو متعصب نظریات ترک کرنے میں مدد دیں اور وہ یہ کام خود متعصب اور تنگ دلی سے اوپر اٹھ کر ہی کر سکتے ہیں۔"

(اخبار ہند سماچار مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۹ء صفحہ ۲)

جناب کلدیپ جی نے تین مشورے دیئے ہیں (۱) خیرسگالی کے طور پر بابری مسجد ہندوؤں کے حوالے کرنے کا (۲) ہندوؤں کو تین ہزار ہی نہیں بلکہ کوئی بھی مسجد شہید نہ کرنے کا اور چاروں شنکر آچاریہ اور ہندو تنظیموں کو مساجد کے شہید نہ کرنے کی ضمانت دینے کا۔ یہ مشورے کسی نے تسلیم نہیں کئے۔ ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو بابری مسجد کا سانحہ عمل میں آیا۔ ہمارے پردھان منتری شری نرسمہا راؤ جی نے اس سانحہ پر رنج و ملال کا اظہار کرتے ہوئے ان تنظیموں کے وعدہ خلافی کرنے اور اعتماد کو ختم کر دینے کا ساری دنیا کے سامنے اعتراف کیا۔

شنکر آچاریہ کا فرمان

لوگوں کو پاپوں اور خون خرابے سے بچانے کے لئے مذہبی راہنماؤں کا کردار مستحسن سمجھا جاتا ہے۔ ہندوستان میں خصوصاً چاروں شنکر آچاریوں کی بات اہل بھارت سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ ہندو پریشد کا پلان کم از کم تین ہزار مرکزی حیثیت کی مساجد کو شہید کرنے کا ہے۔ خیال تھا کہ بابری مسجد کے سانحہ کے بعد ملک کے چاروں شنکر آچاریہ اس غلط اقدام کی مذمت کریں گے لیکن ہے۔

جن پر تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

ان چاروں میں سے گووردھن پیٹھ پوری کے معزز شنکر آچاریہ سوامی نرنجن دیو تیرتھ نے ۱۵ دسمبر ۱۹۹۲ء کو بنارس میں ایک جلسہ عام کو خطاب کرتے ہوئے مرکزی وزیر زراعت کی موجودگی میں فرمایا:۔

"چار سو برسوں میں اس (بابری مسجد) میں کوئی نماز نہیں پڑھی گئی۔ ایسا متنازعہ فیہ ڈھانچہ کو مسجد کہنا قطعاً مناسب نہیں ہے۔"

تقریر کے دوران انہوں نے یہاں تک فرمایا:۔

"میں کہنا چاہوں گا کہ اب تک جتنے مندر توڑ کر مسجدیں بنائی گئی ہیں مسلمان بھائی بھائی چارے کے ناطے ان سب کو ہندوؤں کو لوٹا دیں جس سے وے ہندوؤں کا دل جیت سکیں گے۔"

(رسالہ کلیان۔ گورکھپور یو۔پی۔ ماہ جنوری ۱۹۹۳ء سالانہ نمبر جلد ۶۷ شمارہ ۱ صفحہ ۱۹ کالم ۲)

مسلم ممالک میں مندر

بھارت دیش سے الگ ہونے والے پاکستان اور بنگلہ دیش کو چھوڑ کر دوسرے دیشوں میں بھی شیو مندر پائے جاتے ہیں۔ ایسے خیالات کی تشہیر آئے دن بھارت کے اخبارات اور رسالوں میں ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ رسالہ "کلیان" لکھتا ہے "دو دیشوں میں شیو مندر" لکھتا ہے کہ:۔

۱۔ مکہ میں دو شیو لنگ ہیں۔ مسلمانوں کے تیرتھ مکہ شریف میں مکیشور مہادیو نامی شیو لنگ کا ہونا شو بیلا ہی کہی جاتی ہے۔ وہاں کے زمزم نام کے کنوئیں میں ایک شیو لنگ ہے۔ جس کی پوجا کھجور کی پتیوں سے ہوتی ہے۔

۲۔ ترکستان کے بابلین شہر میں بارہ سو فٹ اونچا شیو لنگ ہے۔

۳۔ جاوا اور سماٹرا میں بہت سے شیو لنگ ہیں۔

۴۔ اسی طرح آفریدستان، چترال، کابل، بلخ، بخارا وغیرہ مقامات میں بہت سے شیو لنگ ہیں۔ جنہیں وہاں کے لوگ "پنج شیر" اور "پنج وبر" ناموں سے پکارتے ہیں۔"

(کلیان گورکھپور۔ جنوری ۱۹۹۳ء صفحہ ۳۶۲ کالم ۱)

مسلمان آب زمزم کو متبرک سمجھ کر پیتے ہیں اور "حجر اسود" کو بوسہ دیتے ہیں۔ جنہیں بھارت کے نامہ نگار شیو لنگ قرار دیتے رہتے ہیں۔ لنگ خواہ شیو جی کا ہو یا کسی بھی الہ دان کا ہو۔ اس کا زمزم کنوئیں میں موجود ہونا مسلمانوں کو اس کے پانی سے متنفر کرنے کا بنیادی سبب بن سکتا ہے۔ اور حجر اسود (لنگ) کا بوسہ بھی کراہت پیدا کر سکتا ہے۔ کیونکہ مسلمان لنگ کے پجاری نہیں البتہ ان خیالات کا انتشار مساجد کے انہدام کے پلان کے اگلے قدم لئے آسانی پیدا کر سکتا ہے۔

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ وشو ہندو پریشد کی لسٹ کے مطابق تین ہزار مرکزی حیثیت کی حامل مساجد ہندوؤں کو لوٹا دی جائیں۔ اور عرب۔ ترکستان، جاوا سماٹرا، آفریدستان، چترال، کابل، بلخ، بخارا اور انڈونیشیا وغیرہ ممالک میں معمور مساجد جن کی نشاندہی وشو ہندو پریشد کرے وہ سب بھی ہندوؤں کے حوالہ کر دی جائیں۔ جس میں مکہ معظمہ کا کعبۃ اللہ سر فہرست ہے۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اگر بات چیت سے یہ مسئلہ حل نہ ہو سکے تو وشو ہندو پریشد اپنے سابقہ کامیاب تجربہ پر پھر سے عمل پیرا ہو جائے۔

مساجد کے احترام و انہدام کی کلید اہل بھارت کے ہاتھوں میں ہے۔ وہ چاہیں تو انسانیت کے ناطے ہندو مسلم بھائی چارے کو فروغ دیں۔ بھارت کی اکھنڈتا، سالمیت اور خوشحالی میں مثالی کردار ادا کریں۔ اور چاہیں تو آدھی دنیا میں لال گلال خونی ہولی منا کر خزاں میں بھی سدا بہار مناتے رہیں۔

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے۔ اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔"

(لیکچر لاہور۔ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۸۰)

مطبوعات نظارت نشر و اشاعت قادیان

بعض نئی کتب کے علاوہ بعض ایسی کتب جو ختم ہو چکی تھیں نظارت نشر و اشاعت کے پاس اب دستیاب ہیں۔ عہدیداران و احباب جماعت جلسہ سالانہ کے موقع پر حاصل کر لیں۔

عظیم زندگی :- قرآن کریم کی روحانی اور اخلاقی تعلیمات کا ایک حسین مرقع جو "لائف سپریم" کے نام محترم بشیر احمد صاحب آرچرڈ مبلغ انگلستان نے انگریزی میں لکھا اور شائع کیا تھا اور جس کا نہایت سلیس اردو ترجمہ "عظیم زندگی" کے نام سے محترم محمد ذکریا ورک صاحب آف کینیڈا نے کیا اور شائع کیا تھا۔ اب ان کی اجازت اور تعاون سے نظارت نشر و اشاعت قادیان نے شائع کیا ہے۔ صرف ایک ہزار کی تعداد میں۔ خواہشمند احباب آرڈر بک کروالیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ و اشاعت قادیان

نام کتاب	مصنف
ازالہ اوہام، فتح اسلام، توضیح مرام	حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی جماعت احمدیہ
اسلامی اصول کی فلاسفی	〃 〃 〃 〃 〃 〃
تحفہ گولڑویہ	〃 〃 〃 〃 〃 〃
درثمین	〃 〃 〃 〃 〃 〃
ہماری تعلیم	〃 〃 〃 〃 〃 〃
نشان آسمانی	〃 〃 〃 〃 〃 〃
رسالہ الوصیت	〃 〃 〃 〃 〃 〃
تقریریں	〃 〃 〃 〃 〃 〃
کشتی نوح	〃 〃 〃 〃 〃 〃
انفارخ قدسیہ	〃 〃 〃 〃 〃 〃
شہادت القرآن	〃 〃 〃 〃 〃 〃
تحفۃ الندوہ	〃 〃 〃 〃 〃 〃
آسمانی فیصلہ	〃 〃 〃 〃 〃 〃
شرح القصیدہ	〃 〃 〃 〃 〃 〃
شان قرآن	اقتباسات کتب حضرت بانی جماعت احمدیہ
شان رسول عربیؐ	〃 〃 〃 〃 〃
شان خاتم النبیینؐ	〃 〃 〃 〃 〃
مقام خاتم النبیینؐ	〃 〃 〃 〃 〃
پیشوایان مذاہب زندہ آباد	〃 〃 〃 〃 〃
عقائد احمدیت	〃 〃 〃 〃 〃
تفسیر صغیر اردو	از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ ثانی
دعوت الامیر فارسی و اردو	〃 〃 〃 〃 〃
عرفان الٰہی (لندن پرنٹ)	〃 〃 〃 〃 〃
تبلیغ ہدایت	〃 حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے
چالیس جواہر پارے	〃 〃 〃 〃 〃
جماعتی تربیت اور اسکے اصول	〃 〃 〃 〃 〃
ختم نبوت کی حقیقت	〃 〃 〃 〃 〃
روزنامہ جنگ لندن کو امام جماعت مرزا طاہر احمد صاحب کا انٹرویو	شائع کردہ نظارت اشاعت قادیان
مذہب کا پیغام دور دوم (انسانیت)	خطبہ جمعہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
قاعدہ یسرنا القرآن	محترم پیر منظور احمد صاحب
منتخب آیات قرآن مجید	شائع کردہ وکالت اشاعت لندن
〃 احادیثؐ	〃 〃 〃 〃
〃 تحریرات	〃 〃 〃 〃

نام کتاب	مصنف
اعتراضات کے جوابات کا سیٹ	شائع کردہ وکالت اشاعت لندن
وفات مسیحؑ پر علماء مصر کا فتویٰ	〃 〃 نظارت دعوت و تبلیغ
مسئلہ تکفیر	مکرم مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی
ختم نبوت کا منکر کون؟	〃 〃 شریف احمد صاحب امینی مرحوم
آیت خاتم النبیین اور جماعت احمدیہ کا مسلک	شائع کردہ نظارت دعوت و تبلیغ
نبوت و خلافت	چار تقاریر علماء سلسلہ عالیہ احمدیہ
مصلح آخر الزمان	مکرم مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی
راہ ایمان	〃 شیخ خورشید احمد صاحب ربوہ
دینیات احمدیہ	شائع کردہ نظارت دعوت و تبلیغ قادیان
حضرت مسیح موعودؑ کا آنحضرت صلعم سے عشق	محترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ
اسلام کے خلاف ہولناک سازش	شائع کردہ نظارت دعوت و تبلیغ
یاد رکھنے کی باتیں	〃 〃 〃 〃
دعائے مباہلہ اور تجلیات الٰہیہ	مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری
مقام مسیح موعود اور بزرگان امت	〃 مولانا نذیر احمد صاحب [illegible]
لندن پرنٹ	
عذر گناہ	
اسلام میں شریعت کورٹ	خطبہ جمعہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع
پاکستان میں شریعت کورٹ	〃 〃 〃 〃 〃
قرطاس ابیض	〃 〃 〃 〃 〃
اتمام حجت	〃 〃 〃 〃 〃
سنسنی خیز انکشافات	شائع کردہ وکالت اشاعت لندن
چند گزارشات	محترم مجیب الرحمن صاحب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ
کلمہ طیبہ کی عظمت کا قیام احمدی کی پہچان	شائع کردہ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشن لندن
ذکر الٰہی	حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ
ہندی لٹریچر	
قرآن مجید مترجم	
اسلامی نماز	ترجمہ مکرم سید شہامت علی صاحب
منتخب آیات قرآن مجید	شائع کردہ وکالت اشاعت لندن
〃 احادیثؐ	〃 〃 〃 〃 〃
〃 تحریرات	〃 〃 〃 〃 〃
ورتمان یگ کا اوتار (زیر طبع)	مکرم مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی
شانتی کا اوتار	〃 〃 منیر احمد صاحب خادم
گورمکھی لٹریچر	
قرآن مجید مترجم	
گورو نانک جیؒ کا فلسفہ توحید	محترم گیانی عباد اللہ صاحب
اسلامی نماز	شائع کردہ نظارت دعوت و تبلیغ
اسلامی اصول کی فلاسفی	حضرت مرزا غلام احمدؑ بانی جماعت احمدیہ
امن تے شانتی دا سنیا	شائع کردہ نظارت دعوت و تبلیغ
منتخب آیات قرآن مجید	〃 〃 وکالت اشاعت لندن
〃 احادیث	〃 〃 〃 〃 〃
〃 تحریرات	〃 〃 〃 〃 〃
چونویں پھل	〃 〃 نظارت دعوت و تبلیغ
جماعت احمدیہ کے مختصر حالات	〃 〃 〃 〃 〃
INTRODUCTION TO THE STUDY OF THE HOLY QURAN	by Hazrat Mirza Bashirud-din Mahmud Ahmad
Where did jesus die?	J. D. Shams.
The Muslim prayer book	published by Dawat-o-Tabligh
A misunderstanding Removed	by Hazrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani

بقیہ صفحہ ۱۳

پھر غلاموں پر بھی آپؐ نے احسان کیا اور فرمایا کہ جو شخص کسی غلام کو مارتا ہے وہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور اس کا فدیہ یہ ہے کہ وہ اُسے آزاد کردے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اپنے غلام سے وہ کام نہ لو جو وہ کر نہیں سکتا اور اگر زیادہ کام ہو تو خود ساتھ لگ کر کام کراؤ۔ اور اگر تم اس کے لئے تیار نہیں تو تمہارا کوئی حق نہیں کہ اُس سے کام لو۔ اسی طرح اگر غلام کے لئے تمہارے مونہہ سے کوئی گالی نکل جاتی ہے تو تمہارا فرض ہے کہ اُسے فوراً آزاد کردو۔ غرض مزدور اور آقا کے لحاظ سے بھی آپؐ نے صفت رب العالمین کا مظہر بن کر دنیا کو دکھا دیا۔ آپؐ نے ایک طرف مزدور کو کہا کہ اے مزدور تو حلال کما اور محنت سے کام کر اور دوسری طرف آقا سے کہا کہ اے محنت لینے والے تو حد سے زیادہ اس سے کام نہ لے اور اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اُس کی مزدوری اُسے دے۔ اسی طرح تجارتوں کے متعلق اور لین دین کے معاملات کے متعلق بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام دئے۔ بلکہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے متعلق واضح ہدایت دے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان پر احسان نہ فرمایا ہو۔ (تفسیر کبیر جلد ششم)

تعمیر مساجد میں دل کھول کر حصہ لیجئے!

احباب جماعت ہائے ہندوستان کو یہ علم ہے کہ تعمیر مساجد کا ایک فنڈ قائم ہے۔ اور مختلف خوشی کے مواقع پر اور ویسے بھی جب کوئی زائد آمد وغیرہ ہو تو احباب بطور شکرانہ تعمیر مساجد کے فنڈ میں عطایا جمع کرواتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ فنڈ اتنا تھوڑا ہوتا ہے کہ اس سے نئی مساجد کی تعمیر کے لئے امداد دیا جانا ممکن نہیں ہوتا البتہ چھوٹی موٹی مرمتوں وغیرہ کے کام ہو جایا کرتے تھے۔ مگر کچھ عرصہ سے شاید احباب جماعت کی توجہ اس طرف کم ہوگئی ہے۔ اس مد میں پہلے کی طرح چندہ نہیں آرہا جبکہ ضروریات پہلے سے کئی گنا بڑھ چکی ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہندوستان کی بعض جماعتیں اپنے مقام یا علاقے کی مساجد و مشن ہاؤسز کی تعمیر اور قبرستانوں وغیرہ کے لئے بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں پیش کر رہی ہیں۔ لیکن اکثر کمزور اور غریب جماعتوں کی طرف سے مساجد و مشن ہاؤسز کی مرمتوں اور دیگر ضروریات کی فراہمی کے لئے مطالبے آتے رہتے ہیں۔ مثلاً کہیں چھت مرمت ہونیوالی ہے۔ کہیں فرش ہونے والا ہے کہیں چار دیواری نہیں ہے۔ کہیں دروازے کھڑکیاں لگنے والی ہیں۔ کہیں لائٹ کی فٹنگ نہیں ہے کہیں پانی کا معقول انتظام نہیں ہے۔ کئی مساجد و مشن ہاؤسز کی رجسٹریشن کروائی جانے والی ہے وغیرہ بہت سی ایسی ضروریات ہیں جن پر سالانہ کم از کم تین لاکھ روپے کی ضرورت ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے متعدد جماعتوں میں مساجد و مشن ہاؤسز کی تعمیر وغیرہ کے لئے مرکزی فنڈ سے امداد ہوتی رہتی ہے لیکن ایسی چھوٹی موٹی ضروریات کے لئے بھی مرکزی فنڈ سے رقم کی فراہمی کے لئے مطالبہ کرتے رہنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

واضح رہے کہ تعمیر مساجد کیلئے ایک مستقل فنڈ قائم ہے اور یہ کوئی نئی تحریک نہیں ہے صرف ہندوستان کی بڑھتی ضروریات اور ان کو پورا کرنے کے لئے احباب جماعت کو توجہ دلانے کے لئے یہ اعلان کیا جا رہا ہے۔

اگر احباب جماعت ہندوستان تعمیر مساجد کے فنڈ میں دل کھول کر حصہ لیں اور مخیر و متمول احباب اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس اہم ضرورت کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں تو انشاء اللہ یہ فنڈ بہت مضبوط ہو سکتا ہے اور غریب و کمزور جماعتوں کی ضروریات بسہولت پوری ہو سکتی ہیں۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو اس دنیا میں خدا کا گھر تعمیر کریگا اس کے عوض خدا تعالیٰ جنت میں اُس کے لئے گھر تیار فرمائے گا۔ پس کون ہے جسکو ابدی زندگی میں آرام دہ گھر کی خواہش نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے احباب جماعت ہائے بھارت کو اس فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے آمین۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

نام کتاب	مصنف
Ahmadiyya Movement	by Hazrat Mirza Bashir-ud-din Mahmud Ahmad Sb.
Riyad Haidith	
Jesus in Kashmir	published by Nashro-Ishat
Forty Gems of beauty	by Hazrat Mirza Bashir Ahmad M.A
A Message of peace and a world of warning	by " " Nasir Ahmad Khalifatul masih III
My Faith	Sir Md. Zafrullah Khan
Our Teaching	Hazrat mirza Ghulam Ahmad
The contribution of Islam to the solution of world-Problems	published by Nashro ishat-Qadian
What is Ahmadiyyat	published by Dawto Tabligh
Message of Ahmadiyyat	Md. Zafrullah Khan
Did Jesus Redeem men-kind	published by Dawat-o-Tabigh
Islam and Slavery	Mirza Bashir Ahmad M.A.
The Babie and Bahai-Religion	published by Dawato Tabligh
The Message of Islam	Md. Zafrullah Khan
Distinctive Features of Islam	by Hazrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV
Revival of the philosophy of Religion	" " " "
Wisdom of the Holy prophet	Md. Zafrullah Khan
A crisis of conscience	published by S. N. Ahmad.
Selected verses of the Holy Quran	" " LONDON
Selected verses of the Sayings Holy prophet	" " "
Selected from the writings of the promised Messih	" " "
Tomb of Jesus	Sufi Mutiur Rahman M.A.
Truth about Khatme-Nabwat	Mirza Bashir Ahmad M.A
Women in Islam	Md. Zafrullah Khan
The promised Messiah has come	published by NASHR-O-ISHAT
Jesus in India	by Hazrat Mirza Ghulam Ahmad
Views of scientist on the Existance of God	by Hafiz Saleh Mohammad Aladdin
Primer of Islam book I	Ch. Md. Sharif. M.A
" " " book II	
" " " book III	
An Interpretation of Islam	Laura Veccia Vaglieri
PUBLICATION (LONDON)	
A man of God	by Lain Adamson
Mirza Ghulam Ahmad	by Lain Adamson
Gardens of the Righteous (RIYADHUSSALEHEEN)	Md. Zafrullah Khan.

درخواست دُعا۔ خاکسار کی والدہ صاحبہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ علاج جاری ہے احباب سے شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے (سید وسیم احمد مجیب شیر تیاپوری)

ہم ایک ہیں!

اِک ہمارا خالقِ کون و مکاں، ہم ایک ہیں
اِک ہماری ہے زمیں اِک آسماں، ہم ایک ہیں
کون دِیں، دُنیا میں نفرت کے لئے آیا کبھی؟
بولتے ہیں سب محبت کی زباں، ہم ایک ہیں
ایک آدم سے ہے نسبت کون یہ کہتا نہیں؟
سب سمٹ جاتی ہیں اِس میں دُوریاں، ہم ایک ہیں
دردِ دل سے ہی نکھرتا جاتا ہے انساں کا ضمیر
بندگی کا ہے یہ پہلا امتحاں، ہم ایک ہیں
ایک ہی مقصد ہے ہر مذہب کا ہو راضی خُدا
ایک منزل ہے کئی ہیں کارواں، ہم ایک ہیں
روشنی، پانی، ہَوا ہر ایک، ہر اِک کے لئے
پھیلتا کوئی رَواں کوئی دَواں، ہم ایک ہیں
شُکر ہے اللہ کا وہ جو ہے ربّ العالمین
ہو رہی ہے یہ حقیقت اب عیاں، ہم ایک ہیں
آؤ سب ہی رحمۃٌ لِلعالمین ؐ کے سائے میں!
دیکھ لو روشن صداقت کا نشاں، ہم ایک ہیں
اشرف المخلوق سارے ابنِ آدم ہو گئے
ہو بلند اِک نعرۂ امن و اَماں، ہم ایک ہیں
منتشر ہو کر کہاں تسکینِ دِل ناظرؔ ملے؟
جمع اِک نُقطے پہ ہو سارا جہاں، ہم ایک ہیں

(غُلام نبی ناظِر)

عدل کا پرچم اُٹھائیں گے ہم

ہم احمدی ہیں بفضلِ ایزد
عدل کا پرچم اُٹھائیں گے ہم
ہمارے ذمّہ ہے سب کی خدمت
بنیں گے خادم بچائیں گے ہم
یہ آسماں کی صدا ہے پیارو
اگر سُنو گے سُنائیں گے ہم
مسیح اُترا ہے بن کے مہدی
یہ راز سب کو بتائیں گے ہم
سِتم کی آندھی جو چل رہی ہے
اِسے دُعا سے اُڑائیں گے ہم
بساطِ دُنیا بگڑ گئی ہے
نئے سرے سے سجائیں گے ہم
اَے ظالمو اِس جہان والو!
مٹا لو نقشے جمائیں گے ہم
جو پھر کبھی بھی نہ مٹ سکے گا
اَب ایسا نقشہ بنائیں گے ہم

(چوہدری عنایت اللہ احمدی لنڈن)

مطبوعات مکتبہ اصحابِ احمد و دیگر کُتبِ سلسلہ

احباب کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکتبہ اصحابِ احمد کی مطبوعات:-
(۱)۔ اصحابِ احمد جلد چہارم مشتمل بر حالات حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی رضی اللہ عنہ
(۲)۔ اصحابِ احمد جلد نہم مشتمل بر حالات حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ
(۳)۔ سیرت حضرت سیّدہ اُمِّ طاہر صاحبہ۔

اور

دیگر کُتبِ سلسلہ جلسہ سالانہ قادیان کے بابرکت موقع پر نزد گیٹ مسجد مبارک۔ نزد ایوانِ خدمت۔ اور جلسہ گاہ مردانہ کے جانب شمال موجود سٹالوں پر دستیاب ہوں گی۔ ضرورت مند احباب استفادہ فرمائیں۔

منیجر مکتبہ اصحابِ احمد
احمدیہ کالونی۔ قادیان دارالامان

سیّدنا حضرت امیر المومنین ایّدہُ اللہ تعالیٰ کا ہومیو پیتھک نسخہ
برائے فلو اور بُخار

چونکہ اِن دنوں عموماً بُخار اور فلو کی بیماری کا اندیشہ رہتا ہے اس لئے سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے مذکورہ بیماریوں کے درجِ ذیل نسخہ جات تجویز کئے گئے ہیں۔

هُوَ الشَّافِي

نُسخہ نمبر ۱:- بیسلینم BACILLINUM 200
انفلوئنزینم INFLUENZINUM 200

مذکورہ دوائی سردیوں کے دَوران صرف چار دن کھانی ہے۔ اس کے بعد ہر دسویں دن ایک خوراک استعمال کرتے رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ فلو اور بخار وغیرہ سے بچے رہیں گے۔ انفرادی طور پر اگر کسی کو اس سے فائدہ نہ پہنچے تو اس کو کسی ہومیو پیتھ یا ایلو پیتھ کو دکھا کر باقاعدہ علاج کرانا چاہیئے۔

نُسخہ نمبر ۲:- آرسینک البم ARSENIC ALB. 200
ایکونائیٹ ACONITE 200
جیلسیمیم GELSEMIUM 200

اگر فلو ہو جائے تو آغاز میں ہی صبح و شام ایک ایک خوراک استعمال کریں۔ دوائی کے استعمال کے وقفہ کو بڑھانے یا آگے پیچھے کرنے کا فیصلہ مریض اپنے حالات کے مطابق خود ہی کر سکتا ہے۔ لیکن اگر بخار بڑھ جائے اور سر درد شروع ہو جائے تو پھر ایکونائیٹ (ACONITE) کو نکال کر اس میں بیلاڈونا (BELLADONNA) کو شامل کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ:-

فیرم فاس FERRUM PHOS. 6 x
سلیشیا SILICEA 6 x
کلکیریا فاس CALCAREA PHOS. 6 x
کالی فاس KALI PHOS. 6 x

کی دو دو ٹکیاں بھی دن میں چار پانچ دفعہ استعمال کریں۔ اس سے بخار انشاء اللہ جلدی کنٹرول میں آجائے گا۔ بخار اُترنے کے بعد اگر کھانسی شروع ہو جائے تو ہیپر سلف HEPAR SULPH 30 عموماً مفید ہوتی ہے۔ دن میں تین چار بار اس کی چند گولیاں استعمال کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہوگا۔

بقیہ صفحہ ۲۴

قومیت کا خیال کئے بغیر ہر شخص کو قریب لانے کا باعث بنتا ہے۔ اور یہی ایک ایسا نکتہ ہے جو انسانوں کو آپس میں ملاتا ہے۔ اب بفضلہ تعالیٰ عالمگیر جماعت احمدیہ کی طرف سے امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ خدمتِ انسانیت کی عظیم الشان مہم کا آغاز فرما چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضور انور نے سال ۹۳ء کو "انسانیت کا سال" قرار دیا ہے جس کے تحت جماعت احمدیہ عالمگیر ساری دنیا میں اس سال کو انسانیت کے سال کے طور پر منا رہی ہے۔ قریہ قریہ، شہر شہر جماعت احمدیہ "یوم انسانیت" کے جلسے کر رہی ہے اور ایک پلیٹ فارم پر ہر قوم و فرقہ، ہر رنگ و نسل کے لیڈروں کو مدعو کر کے انہیں خدمتِ انسانیت کی اہمیت یاد دلا رہی ہے کہ آج وقت کی پکار ہے کہ انسانیت کی قدر کو قائم کرنے کے لئے ایک مہم چلائی جائے۔ اس سلسلہ میں بھی آپ آئیں اور ہمارے ساتھ اس کارِ خیر میں شامل ہو جائیں تا ایک بار پھر ہر جہت سے "انسانیت زندہ باد" کا نعرہ گونجنے لگے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خدمتِ انسانیت کی اعلیٰ قدروں کو قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ۞

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

بالی پیپرز
کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
فون نمبر :-
43-4020-5137-5206

GUARANTEED PRODUCT
THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SOLIGHT
Sonky
HAWAI
A Treat for your feet

پنجاب میں آمدہ حالیہ سیلاب کے موقعہ پر جماعتِ احمدیہ کی طرف سے متاثرین کو اجناس کے علاوہ تعمیر و مرمتِ مکانات کے لئے نقد رقم بھی تقسیم کی گئی۔ اس موقع پر 32 دیہات کے متاثرین میں چھ لاکھ روپے تقسیم کئے گئے۔ سیلاب سے متاثرہ مختلف گوردواروں۔ مندروں اور گرجوں میں دریاں بھی تقسیم کی گئیں۔

لنڈن میں جماعتِ احمدیہ کا جلسہ سالانہ جس میں تمام ممالک کے جھنڈوں کو عزت و احترام سے لہرایا جاتا ہے۔ امسال جلسہ سالانہ لنڈن منعقدہ ۳۰۔۳۱ جولائی و یکم اگست ۱۹۹۳ء میں مکرم منصور احمد صاحب چیمہ نائب ناظر بیت المال خرچ، صدر انجمن احمدیہ کے نمائندہ کے طور پر شریک ہوئے۔

گزشتہ دنوں کالیکٹ (کیرلہ) میں فضلِ عمر سکول کا اِفتتاح ہُوا۔ افتتاحی تقریب کی صدارت محترم مولانا محمد عُمر صاحب انچارج مُبلغ کیرلہ نے کی۔ سابق میئر او۔ راج گوپال تقریر کر رہے ہیں۔

Registered with the Registrar of News Papers for India at No. R.N. 61/57

The weekly **"BADR"** Qadian-143 516 (Punjab)

Editor — M.A. Khadim Sub Editors :- M.F. Quraishi, M.N. Khan

Vol. No. 42 December 23-30, 1993 Issue No. 51-52

بابری مسجد کے سانحہ کے بعد بمبئی میں اس دَور کے بدترین فسادات ہوئے جن میں مالی نقصان کے علاوہ سینکڑوں قیمتی جانیں بھی ضائع ہوگئیں۔ اِس موقع پر جماعتِ احمدیہ نے بے لوث انسانی خدمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بلالحاظ مذہب و ملّت سینکڑوں گھرانوں کو اشیائے ضروریہ تحفۃً دیں۔ اسی موقع کی ایک تصویر۔

محترم مولانا برہان احمد صاحب ظفر مُبلغ بمبئی ایک خاتون کو اشیائے ضروریہ دیتے ہوئے۔
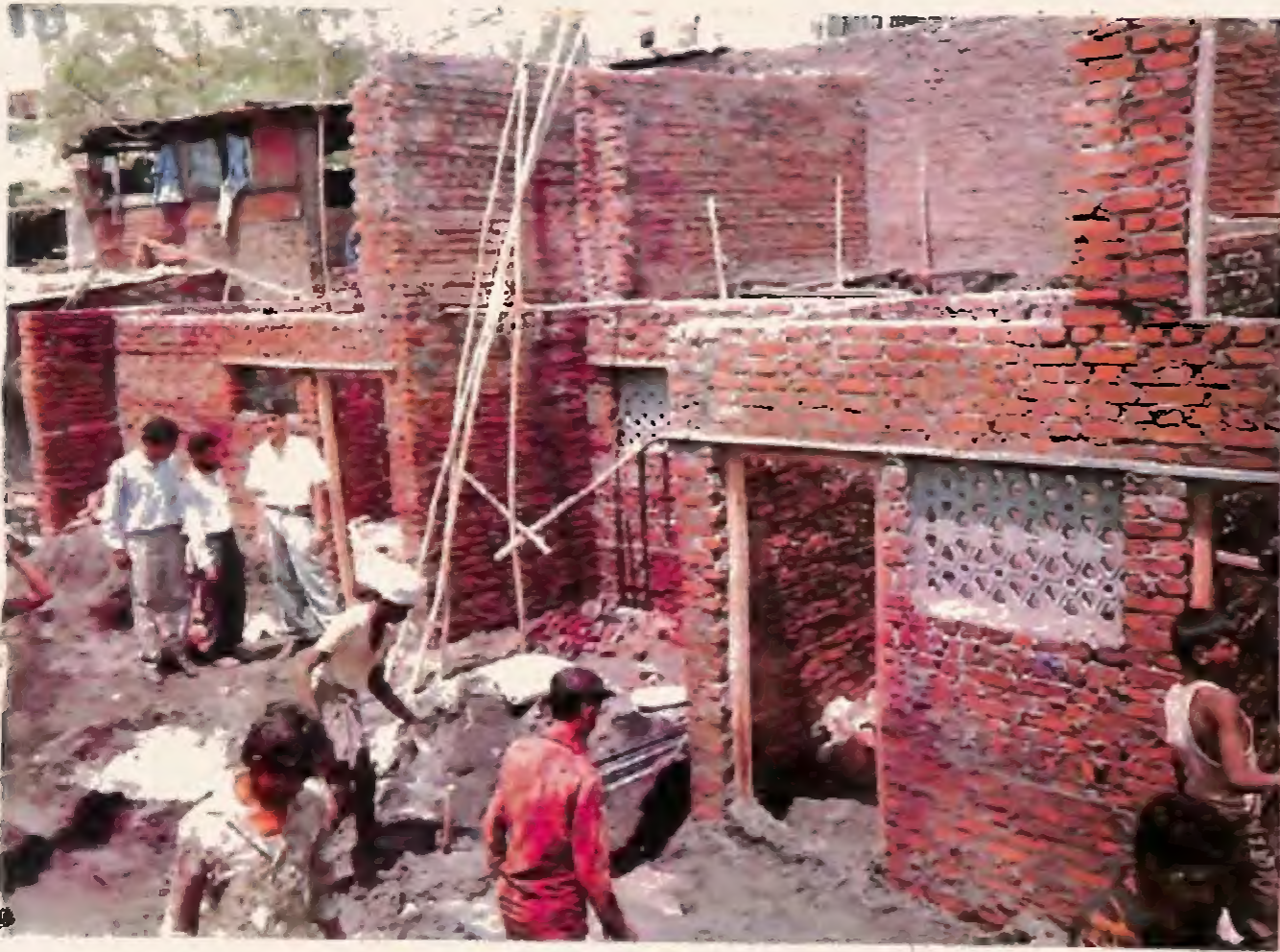
بمبئی کے فسادات سے متاثّرہ افراد کو جماعتِ احمدیہ کی طرف سے مکانات بھی تعمیر کرکے دیئے گئے۔ اب تک تاڑدیو اور تلسی واڑی محلّہ میں 24 مکانات تعمیر کئے جاچکے ہیں۔ زیرِتعمیر و تعمیرشُدہ مکانات کا ایک منظر۔

ہندوستان کی کرکٹ ٹیم کے کپتان مسٹر اظہرالدین کو اُن کی چنڈی گڑھ آمد پر ۲۲ستمبر کو چنڈی گڑھ کے خُدّام نے خوش آمدید کہا۔ اس موقع پر اُنہیں احمدیہ لٹریچر کا تحفہ پیش کرتے ہوئے بشارت احمد صاحب محمود رُکن مجلس خدام الاحمدیہ، جماعتِ احمدیہ کا تعارف کروا رہے ہیں۔